Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا پیارا رسالہ

احسان 1355 ہش

جون 1976ء

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ

ایڈیٹر
لئیق احمد طاہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر

ایل ۷۱۲۸

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

جلد ۱۹ نمبر ۶

تشحیذ الاذہان

نیا نمبر

ماہنامہ

احسان ھو تم ۱۳:۵۵ — جون ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

لئیق احمد طاہر

*

نائب ایڈیٹر

نصیر احمد قمر

قیمت

ایک روپیہ

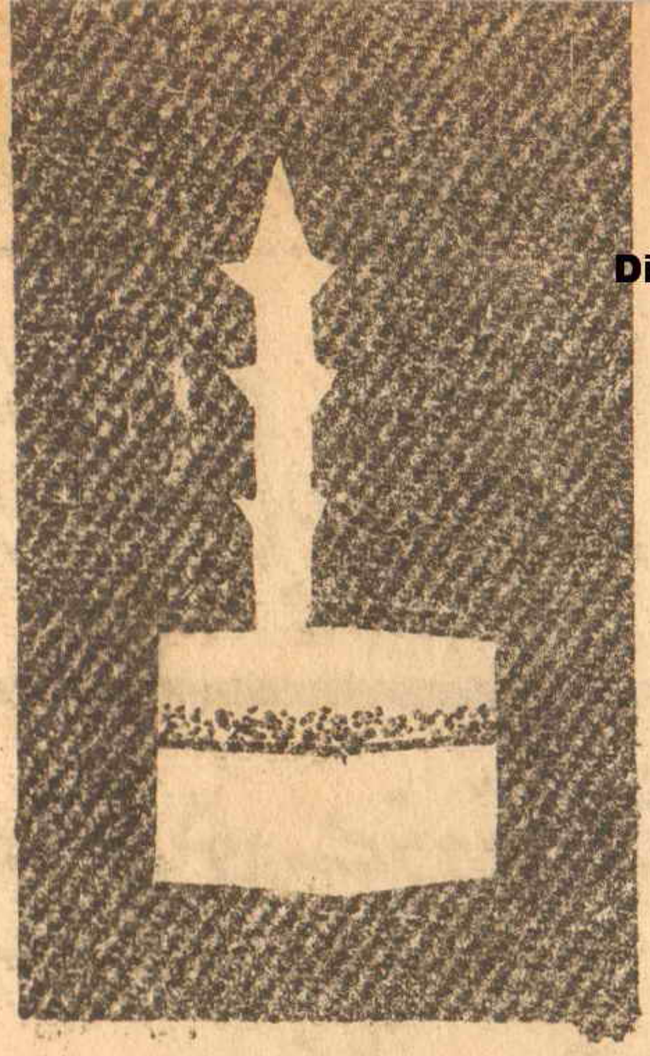

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ ○

(قٓ - ع ۳)

ترجمہ: پس جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ اس پر صبر کر!

تشریح: - عزیز بچو! جب بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ نبی اور رسول بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو دنیا دار لوگ ان کی مخالفت اور دشمنی پر کمربستہ ہو جاتے ہیں اور اس الٰہی فور کو جو انبیاءؑ دنیا میں لاتے ہیں، بجھانے اور حق کو دنیا سے مٹانے اور نیست و نابود کرنے کے لئے ہر قسم کی سازشیں، منصوبے اور تدابیر کام میں لاتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کو ان شریر مخالفین کی طرف سے شدید مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انھیں جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں۔ ان کے گھر بار اور مال و متاع لوٹ لئے جاتے ہیں۔ ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔

اس زمانہ میں بھی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا تو مخالفین کا ایک گروہ آپ کے مقابل پر کھڑا ہو گیا۔ انھوں نے آپ پر افتراء اور دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے ناپاک الزامات لگائے۔ آپ کو اور آپ کی جماعت کو کافر و ملحد و دجّال اور نہ جانے کیا کچھ کہا گیا ——— مگر ارشادِ ربانی فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے عین مطابق آپ نے یہ تمام گالیاں سنیں اور صبر سے کام لیا اور گالی کا جواب گالی سے دینے کی بجائے ان کے واسطے خدا تعالیٰ سے ہدایت کے طالب ہوئے چنانچہ آپ نے فرمایا:-

"گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو — رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے"

اس قرآنی ارشاد کے مطابق ہمارے پیارے امام حضرت مہدی علیہ السلام نے ہمیں بھی یہ نصیحت فرمائی کہ ہم مخالفین کی گالیوں اور دشنام طرازیوں سے مشتعل نہ ہوں بلکہ صبر سے کام لیتے ہوئے ان کی ہدایت کے واسطے دعائیں کریں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو — کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی — چھوڑ دو ان کو کہ چھپائی وہ لیے اشتہار
جب وہ تم دیکھو کہ ان کے ساروں میں ستم — دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کریں حال زار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ و شت کچھ غم کرو — شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس قرآنی حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین!)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

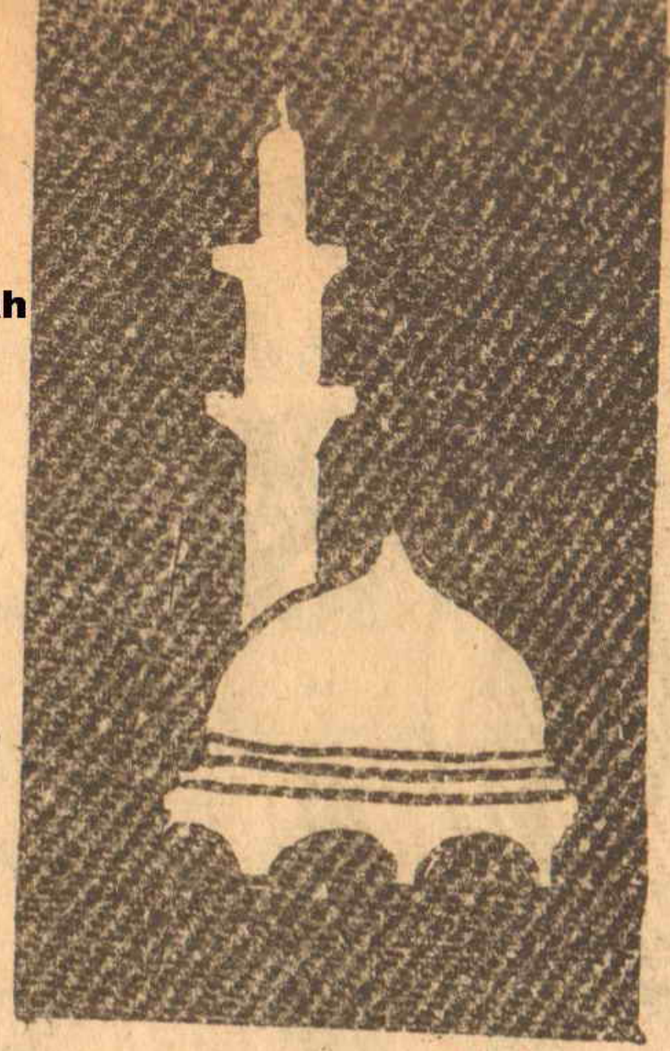

قَالَ الرَّسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم

○

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہر کسی کی دعا مقبول ہوتی ہے جبکہ وہ جلدی نہ کرے اور یوں نہ کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی وہ مقبول نہیں ہوئی۔"

(بخاری)

○

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مومن اپنے گناہوں کو ایسا خیال کرتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا شخص یہ خوف کرتا ہے کہ کہیں پہاڑ اس پر گر نہ پڑے اور فاجر گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ ناک پر سے مکھی اڑ گئی اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ اس طرح" اور پھر کہا "اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ایسی منزل پر پہنچے جہاں اسے جان کا خوف ہو اور سو جائے۔ اٹھ کے دیکھے تو جس سواری پر کھانے پینے کا سامان تھا وہ گم ہو گئی۔ پھر اسی شخص پر بھوک اور پیاس غالب ہوئی اور دعا کی کہ اپنے مکان پر پہنچ جاؤں، پھر گھر جا کر سو رہے اور اٹھ کر اچانک دیکھے کہ اس کی سواری اس کے پاس ہے۔"

○

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ! ہمیں دنیا میں نیکیوں کی توفیق دے اور آخرت میں نیکیاں دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا)

○

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔"

(بخاری)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

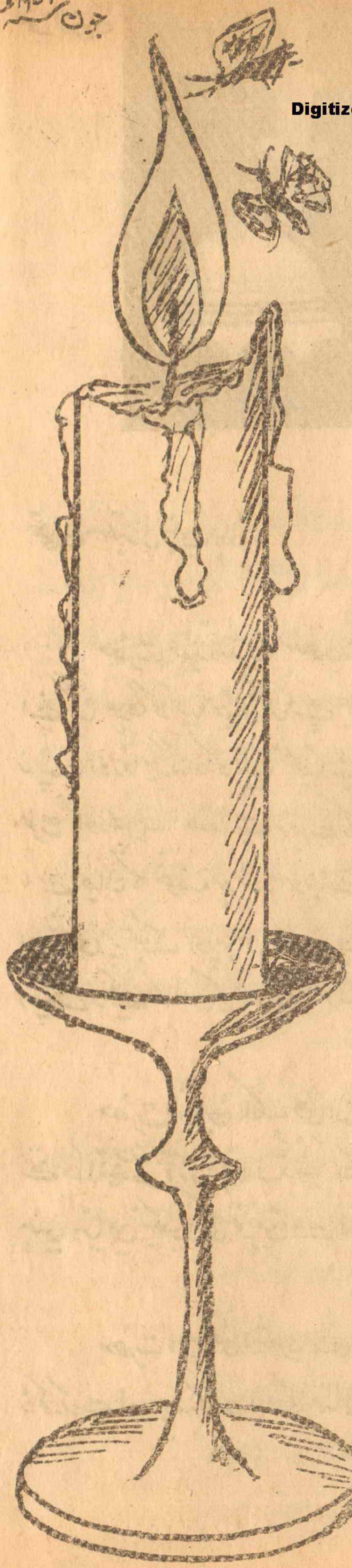

اداریہ

وہ کہتے ہیں اور میں سنتا ہوں

"کہنا کسے!"

جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا اور چمکتے ہوئے نشانات اور روشن دلائل اور فیصلہ کن معجزات سے اپنی صداقت ثابت کی اور قرآن مجید اور اقوال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہاڑوں جیسے دلائل اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کئے تو مسلمانوں میں سے خوش نصیب اور سعید لوگ آپ کے حلقہ بیعت میں شامل ہونے لگے اور آپ کی زندگی میں ہی مسلم احمدیوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔

جب پیچھے رہ جانے والے مسلمان علماء اور مفتیوں نے دیکھا کہ ان کی کوششیں ناکام ہوئی جاتی ہیں اور پڑھے لکھے سمجھدار، نیک فطرت لوگ احمدیت قبول کرتے جاتے ہیں تو سب نے سر جوڑ لئے اور غور و فکر کرنے لگے کہ لوگوں کو روکنے کے لئے کوئی کارگر حیلہ تلاش کریں ——— اور پھر انہوں نے احمدیت کے خلاف ایک ایسی مضبوط دلیل تلاش کی جس کا لاکھوں احمدیوں میں سے کسی ایک کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاس بھی جواب نہ تھا حتّٰی کہ اس دلیل کا جواب بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قدرت میں بھی نہیں تھا۔

عزیز بچّو! معلوم ہے وہ کیا دلیل تھی ——— ؟ وہ کیا مطالبہ تھا ——— ؟ تو سنو! ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے بڑے پیار سے اپنے محبوب اور پیارے مہدیؑ کا ذکر یوں فرمایا تھا کہ ——— "ہمارے مہدیؑ (کی صداقت) کے دو نشان ہیں اور وہ ایسے نشان ہیں کہ قیامت سے لے کر مہدیؑ کے ظہور تک کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ صرف مہدیؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ اور وہ یہ کہ رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن جن تاریخوں میں لگتا ہے۔ ان کی درمیانی تاریخ کو سورج گرہن لگے گا۔" (دار قطنی)

عزیز بچّو! مسلمانوں نے بڑے شور سے یہ سوال اٹھایا کہ اگر بانیٔ سلسلہ احمدیہ مہدیؑ ہیں تو یہ نشان جو اُن کی صداقت کے لئے لازمی اور ضروری ہیں کیوں اب تک ظاہر نہیں ہوئے؟ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام اپنی صداقت میں ہزاروں نشان دکھا چکے تھے مگر یہ نشان تو ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

عزیز احمدی نوجوانو! کوئی چھوٹا موٹا نشان دکھانا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی دکھایا جا سکتا ہے پھر بھلا وہ نشان جو سراسر آسمانوں سے تعلق رکھتا ہو یعنی سورج اور چاند کو گہنا دینا۔ یہ انسانوں کی طاقت میں کہاں؟ یہ نشان تو خدا تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے دکھا سکتا تھا ——— قدرتی امر ہے کہ بہت سے احمدی اس مطالبہ پر دعاؤں میں مشغول ہو گئے ہوں گے۔ کچھ پریشان بھی ہوتے ہوں گے۔ کچھ حیران بھی ہوں گے۔ بہتوں نے اخباروں اور رسالوں میں علماء کی طرف سے اس عظیم الشان نشان کے مطالبہ پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بھی لکھا ہوگا کہ یہ دونوں نشان کب ظاہر ہوں گے؟

علماء اور سادہ لوح مسلمان بہت خوش تھے کہ احمدیوں کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ علماء نے اس نشان کا بار بار مطالبہ کیا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں اس کی تشہیر کی کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصّلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو کیوں اب تک ماہ رمضان میں چاند اور سورج گہنائے نہیں ہیں۔

میرے ننھے منے دوستو! ہمارا محبوب خدا ان دنوں عرش پر مسکرا رہا تھا۔ وہ جو علّام الغیوب ہے اُسی نے یہ سامان کیا تھا کہ جب تک سارے علماء شدّت سے اس نشان کو مہدیؑ کی صداقت کا نشان قرار نہ دے لیں اور اس کے ظہور کا پُرزور مطالبہ نہ کر لیں۔ وہ قادر خدا یہ نشان ظاہر ہونے سے روکے رکھے۔

اور ——— ۱۸۹۴ء کا ماہِ رمضان ہم سب کے لئے ——— احمدیت کے لئے بہار جاوداں بن کر طلوع ہوا۔ اس ماہ کی تیرہ تاریخ کو چاند کا روشن چہرہ ماند پڑ گیا۔ زمین پر مکمل تاریکی چھا گئی۔ ہر شخص نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھا کہ چاند گہنا گیا ہے۔ یہ خدائے قادر و توانا کی قدرتوں کا ایک عظیم نشان تھا۔ اگلے روز اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ۱۳ رمضان کو چاند گرہن ہوا تھا۔

احمدی اپنے ربّ کریم کے حضور سجدۂ شکر بجا لا رہے تھے جس کے دستِ قدرت نے یہ نشان دکھایا تھا ——— مگر ——— مسلمان علماء ابھی خوشی تھے کیونکہ مہدی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے صرف چاند کا گہنانا کافی نہ تھا۔ جب تک سورج بھی اسی ماہ کے دوران نہ گہنائے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا صداقت علماء کی نظر میں ثابت نہیں ہو سکتی تھی ——— اور یہ بات تھی بھی معقول،

میرے ننھے منے دوستو! اسی ماہ ——— ۲۸ تاریخ کو دنیا نے عجیب تماشا دیکھا۔ علماء کے منہ لٹکے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ شرمندہ اور پریشان تھے انہیں اپنی عزتیں اور آبرو مٹی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ ہندوستان سمیت نصف کرۂ ارض میں کروڑوں انسانوں نے اسی سال ماہِ رمضان ہی میں چاند کے بعد سورج کو سیاہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور اخباروں اور رسائل نے یہ خبر اپنے صفحات میں محفوظ کر لی تا بعد میں آنے والے تاریخ کو جھٹلا نہ سکیں۔ ——— خدا تعالیٰ کی قدرت کا دوسرا نشان ظاہر ہو چکا تھا۔ اگلے سال ۱۹۹۵ء میں دوسرے نصف کرۂ ارض میں امریکہ اور جزائر کے لئے خدا تعالیٰ نے پھر ماہ رمضان کی انہی تاریخوں میں سورج اور چاند کو گہن لگایا تا ان علاقوں کے لوگوں کے لئے حجت تمام ہو۔

اس وقت سے اب تک ——— لاکھوں مزید سعید فطرت افراد احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے وابستہ ہو گئے ہیں اور ——— اور ہو رہے ہیں۔ ع

"جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار"

"میں کریم بخش ولد امام بخش قصبہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے مندرجہ ذیل طریق پر بیعت کی۔ میں بروز جمعہ عصر کی نماز پڑھنے کیلئے وضو کر رہا تھا اور جس وقت میں نے اپنے بازوؤں پر پانی ڈالا اور مجھے اپنی باہیں پیاری معلوم ہوئیں تو میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی میرے ان بازوؤں کو دوزخ میں نہ ڈالنا۔ میں جس وقت رات کو سوتا تو دعا کر کے سوتا کہ الٰہی جو میدھا راہ ہے اسی پر مجھے چلائیو اسی وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سنا ہوا تھا ایک دن اسی طرح جبکہ میں دعا کر کے سویا ہوا تھا تو مجھے خواب آیا کہ جا کر مرزا صاحب کی بیعت کر۔"

اس سے پہلے میں نے مولوی عبد الجبار صاحب کی بیعت کی ہوئی تھی کیونکہ مرزا صاحب اس زمانہ میں گلاب کے پھول کی طرح کھل رہے تھے اسی وقت میری عمر قریباً ۲۵ سال کی تھی پھر میں نے قادیان آ کر حضورؑ کی بیعت کر لی۔

(اشاراتِ رحمانیہ جلد اول صفحہ ۲۱۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت میاں مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ

خاکسار عبدالرحمٰن شاکر ربوہ

میاں مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ (والد حافظ محمد رمضان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ) قادیان سے جنوب شمال موضع پشتان والی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کا نام محمد تھا جو امن گاؤں کے اچھے پڑھے صاحب تقویٰ و طہارت بزرگ تھے۔ علاقہ بھر میں انھیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ محمد عبداللہ منشی فاضل۔ خیر دین اور مولا بخش۔

میاں مولا بخش صاحب اپنے بچپن میں اپنے والد کے ہمراہ ۱۸۵۰ء سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کے لئے کئی دفعہ قادیان آئے۔

آپ خود احمدیت کی طرف یوں راغب ہوئے کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی کی جھلک تو بچپن سے ہی دیکھی ہوئی تھی۔ انہی دنوں قصبہ سیھیالی کے قریب سے نہر اپر باری دوآب کی ایک شاخ گزرتی تھی اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ دہلوی اسی نہر پر اوورسیئر تھے۔ مولا بخش صاحب ملازمت کیلئے حضرت میر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس طرح دونوں میں روابط بڑھنے لگے اور ایک دفعہ تو حضرت میر صاحبؓ کے والد صاحب کے ایک شاگرد ہوں میں نے آپ کو پہچان لیا ہے آپ کو اس بے سروسامانی میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ آرام سے میرے گھر میں رات بسر کریں صبح اللہ مالک ہے۔

اگلے دن اتفاق سے سفارت خانہ کابل کے ایک مسلمان ڈاکٹر کابل جا رہے تھے ان کو ایک ملازم کی ضرورت تھی۔ اس کلرک نے مولا بخش صاحب کی سفارش کے عیال لے جانے تک مرزا غلام قادر صاحب کے ہاں قادیان میں مقیم رہے تھے۔ میر صاحب کے اس تعلق سے احمدیت کی طرف راغب ہوئے اور آخر کار ۱۸۹۴ء میں مولا بخش صاحب نے بیعت کر لی۔ اسی زمانہ میں ان کے دو بڑے بھائی بدلش سفارت خانہ کابل میں ملازم ہو کر افغانستان چلے گئے۔ بعد میں کسی موقع پر ان کو بھی کابل بلوالیا مگر جب افغان سرحد پار کرنے لگے تو بیوی پردہ نشین راہداری نہ ہونے کے روک دیئے گئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے شام ہو گئی اور سخت حیران کہ علاقہ غیر میں اب کیا بنے گا؟

اتنے میں انگریزی چرکی کا ایک کلرک آیا اور پنجابی میں کہنے لگا۔ آؤ میاں جی گھر چلیں۔ یہ حیران کہ یہ کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں آپ کے والد صاحب کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کردی۔ ادھر جب ڈاکٹر صاحب کو علم ہوا کہ ان کے دو بھائی برٹش سفارت خانہ میں پہلے ہی ملازم ہیں تو ان کو خوشی سے ہمراہ لے گئے ؎

"خدا خود میر سامان است ارباب توکل را"

کابل جاکر بھائیوں سے ملے۔ انہی ڈاکٹر صاحب کے ہاں کھانا مقرر ہوگیا جو تنخواہ ملتی وہ خالص بچت ہوتی اس طرح کافی روپیہ پس انداز کر لیا۔

قیام کابل میں، ایک دن شاہی باغ کے دروازے پر کھڑے تھے کہ امیر عبدالرحمٰن خان شاہِ افغانستان کی سواری آگئی۔ اس نے ایک اجنبی دروازے پر دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں ڈاکٹر صاحب کے ہاں ملازم ہوں۔ پنجاب کا رہنے والا اہل بادشاہ نے کہا کہ ہمارے باغ میں خوب میوہ کھایا کرو۔ انہوں نے ذرا اور جرأت سے کام لے کر عرض کیا ــــ "حکم بدہ" کہ آپ حکم دیدیں۔ بادشاہ نے افسر باغ سے کہہ دیا کہ ان کو اجازت ہے مفت پھل دیدیا کرو۔ جب جاتے سیر ہو کر آتے اور مزے ہو گئے۔ آپ چھ برس کابل میں رہے۔ کچھ تو گھریلو تعلیم کا اثر تھا کہ اس زمانہ میں فارسی عام زبان تھی اور کابل میں رہ کر بحر کھل گیا۔ فارسی میں بڑی روانی سے باتیں کیا کرتے تھے، گلستان اور بوستان کے اشعار زبان زد تھے اور بڑا مہذب گفتگو کیا کرتے تھے۔

کابل سے واپسی پر اپنے گاؤں میں چمڑے کی تجارت شروع کردی۔ اس عرصہ میں کبھی کبھی قادیان ضرور آتے رہے۔ ۱۹۱۸ء میں آخر میر صاحب کی کوشش سے مستقل طور پر قادیان میں لے آئی اور حضرت میر صاحب کے مکان سے بالکل ملحق پھاگل پور ہاؤس کی دکانوں میں رہائش اختیار کرلی۔ چند سال قبل بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ چار لڑکے تھے۔ فضل حق، اللہ داد، محمد رمضان اور علاؤ الدین۔ دو بڑے لڑکے باپ کے ہمراہ کام کرتے تھے۔ محمد رمضان ۲½ برس کی عمر میں نابینا ہو گئے اور علاؤ الدین بالکل بچہ تھا۔ نہایت سادگی سے زندگی بسر ہوتی تھی۔ خدا تعالیٰ نے طبیعتوں میں کچھ ایسی مناسبت پیدا کی تھی کہ حضرت میر صاحب ان کے بغیر نہ رہتے تھے اور یہ بھی ہمزاد کی طرح ساتھ لگے رہتے تھے،

بٹالہ سے تین میل کے فاصلہ پر قادیان کی سڑک سے نصف میل ہٹ کر قصبہ کھانیاں ایک پیر صاحب کی گدی ہے جن کی اس علاقہ میں خوب مانتا تھی۔ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اور میاں مولا بخش بٹالہ سے ریل میں سوار ہو کر امرتسر جا رہے تھے اتفاق سے ایک پیر صاحب بھی اسی ڈبے میں سوار ہو گئے۔ اسی حالت میں کہ ان کے ہاتھ پر ایک بازتھا دو چار مرید حقہ لئے ہوئے اور کوٹ کی جیب سے شراب کی ایک بوتل جھانک رہی تھی۔

جب گاڑی روانہ ہوئی تو پیر صاحب نے مولا بخش صاحب سے پوچھا کہ "یہ کون بزرگ ہیں؟"

انہوں نے کہا۔ "حضرت مرزا صاحب کے خسر ہیں"۔ پیر صاحب نے خواہش کی کہ ان سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مولا بخش صاحب نے میر صاحب سے اجازت لے کر پیر صاحب کو قریب آنے کے لئے کہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے میر صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت آپ نے مرزا صاحب، یعنی کیا خوبی دیکھی تھی جو اپنی بیٹی کا رشتہ دینا منظور کر لیا؟"

میر صاحب نے فرمایا۔ کہ ——— "میں نے کیا دیکھا کیا؟ کیا تمہارے جیسے سیّدوں کو رشتہ دیتا؟ کیا تمہارے نانا کے ہاتھ پر باز سوا کرتا تھا؟ کیا وہ حقہ پیا کرتے تھے اور نوکر حقہ لے کر ہمراہ چلتے تھے؟ اور کیا اُن کی جیب میں بوتل ہوا کرتی تھی؟"

پیر صاحب نے بھلا ایسا جواب کب سُنا تھا؟ سنّاٹے میں آ گئے۔ آخر کیا بولتے؟ حالت دیکھنے والی تھی۔ اِدھر اُدھر دیکھتے رہے وہ تو شکر ہے کہ جلدی جینتی پورہ سٹیشن آ گیا اور وہ اُتر کر دوسرے کسی خانے میں چلے گئے۔

ایک دفعہ حضرت میر صاحب نے مولا بخش کو بلایا اور کہا کہ تیار ہو جاؤ ابھی امرتسر جانا ہے۔ وہ ہر وقت تیار رہتے تھے۔ صرف اشارے کے منتظر تھے۔ رات امرتسر میں کسی احمدی کے گھر مقیم ہوئے۔ صبح سویرے ہی میر صاحب نے یکہ منگوایا جا کر ایک سو یکہ سے جو قربانی کے لائق تھے خرید لے اور مولا بخش کو زادِ راہ دے کر بٹالہ روانہ کر دیا۔ وہ رات منشی عبدالکریم صاحب صحابیؓ کی سرائے میں گزار کر اگلے دن قادیان پہنچ گئے۔ عید قربان نزدیک تھی تمام جانور فروخت کر دئے۔ نفع میں سے یکصد روپیہ مولا بخش کا حصّہ بنا۔

قادیان میں مدرسہ احمدیہ کے گیٹ کے عین سامنے حبائی شیر محمدؓ کی دکان سے متصل محمد بخش شیر فروش کی دکان تھی۔ اس نے ایک بکرا میر صاحب سے خریدا اور اگلے دن واپس کرنے آ گیا کہ یہ جانور تو کانا ہے۔ میر صاحب بڑے زندہ دل تھے فرمانے لگے کہ محمد بخش تم بھی تو کانے ہو۔ وہ سمجھ گیا وہی جانور قصابوں کے ہاتھ فروخت کر کے نفع کمایا اور نیا جانور لے کر قربانی ادا کی۔

ایک دن اتفاق سے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ میر صاحب سے ملنے کے لئے تشریف لائے تو مولا بخش نے عرض کیا کہ میر صاحب! میاں صاحب سے سفارش فرمائیں تا مجھے دس مرلہ زمین مکان کے لئے عنایت فرمائیں۔ میر صاحبؓ نے وہی نفع والا سو روپیہ میاں صاحب کو دے دیا اور سفارش بھی کر دی۔ میاں صاحب فرماتے لگے کہ بیس روپے اور درکار ہیں میر صاحبؓ نے بزرگانہ رعب ڈالتے ہوئے فرمایا کہ وہ بیس روپے اپنی جیب سے ڈال دو۔ اس طرح محلہ دارالرحمت میں بڑی موقعہ کی زمین مل گئی جس پر مختصر سا مکان تعمیر کر لیا۔

میاں مولا بخش کے بڑے بھائی مولوی عبداللہ صاحب شنکر گڑھ میں فارسی کے استاد تھے اور راقم الحروف کے خالو مولوی نعمت اللہ خان گورداسپور میں سیکنڈ ماسٹر تھے۔ احمدیت کے متعلق خوب گرما گرم بحث و مباحثہ کرتی تھی مگر مولوی عبداللہ صاحب نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ ایک دن اتفاق سے وہ قادیان آئے تو والد صاحب نے ان کو دعوتِ طعام دی اور پھر پیغامِ حق سنایا مگر وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے سدا ئیں چلے گئے۔

چونکہ میاں مولا بخش صاحب ہمیشہ حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحب کے زیر سایہ رہے۔ ایک دن عرض کیا کہ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے سوائے ایک کے۔ باقی تمام لڑکے تو اپنے کاموں میں ماہر ہو گئے ہیں مگر محمد نعمان کا کیا بنے گا؟ حضرت میر صاحبؓ نے فرمایا کہ اس کو مدرسہ احمدیہ میں بھیج دو اور داخل کرا دو۔ وہ سوئے دن جب ہیڈ ماسٹر شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری سے جا کر ملے تو انہوں نے معذوری ظاہر کی ایک نابینا طالب علم کا انتظام مشکل ہے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ کل میرے ساتھ چلنا۔ میر صاحب گئے اور شیخ مصری صاحب اب کی بار انکار نہ کر سکے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ یہ کلاس میں بیٹھ کر صرف سنتا رہا کرے گا۔ اور انشاء اللہ کچھ نہ کچھ حاصل کر لے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایسی برکت بخشی کہ ظاہری بصارت کی کمی خداداد و ماغی قابلیت سے پوری ہو گئی۔ نہ صرف قرآن مجید حفظ کر لیا بلکہ امتحان پنجاب یونیورسٹی مولوی فاضل میں چوتھے نمبر پر پاس ہوئے۔ مولوی محمد سعید انصاری حال مبلغ انڈونیشیا حافظ صاحب کے شاگرد تھے۔

کافی عرصہ تک متفرق کلاس کے استاد رہے پھر باقاعدہ مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل کر لئے گئے۔ ان کے پڑھنے کا طریق حافظ روشن علی صاحبؓ اور حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے کا امتزاج تھا۔ آواز خوب پاٹ دار تھی اور عام فہم زبان میں وعظ کیا کرتے تھے اور وعظ کے درمیان موزوں اشعار اور لطائف سنا کر سماں باندھ دیا کرتے تھے۔ حافظ محمد رمضان صاحب کا بڑا بیٹا احمد زمان تو میرا کلاس ایوان محمود کے سامنے فوٹو گرافی کرتا ہے۔ ایک لڑکا ڈوبئی میں کام کرتا ہے۔ چھوٹا بڑے بھائی کے ساتھ کام کرتا ہے۔

میاں مولا بخش صاحب کی آنکھوں میں ہر وقت ایک پانی سا رہا کرتا تھا جو کثرت سے ذکر الٰہی کا ثمرہ تھا۔ ان کی عادت تھی کہ بہت سویرے بیدار ہوتے۔ تہجد کے لئے بلند آواز سے ذکر الٰہی کرتے ہوئے مسجد کو جاتے۔ لوگ ان کی آواز سے جاگ اٹھتے اور ذکر الٰہی میں لگ جاتے تھے۔

المختصر بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ آپ نے ۱۹۳۸ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

چنے سفید، چری اور مرچ کٹری کی

کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں

ہماری خدمات حاصل کریں

رجسٹرڈ

انصاف کمپنی

پرانی غلہ منڈی۔ لائل پور

فون نمبر ۷۹۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

التجا

○

اللہ کے ہی نام سے کرتا ہوں ابتدا
حمد و ثنا اُسی کی وہ ربّ کُل جہاں کا

رحمٰن ہے رحیم ہے اور کارساز ہے
چاہے جسے وہ بخشدے چاہے تو دے سزا

تجھ سے ہی چاہتے ہیں مدد اے ہمارے ربّ
کرتے ہیں حمد تیری ہی یارب صبح و مسا

دُنیا کی ہر بُرائی تو ہم سب سے دُور رکھ
بھٹکیں نہ راہ سے ہمیں اُس راہ پر چلا

رستہ اُنہی کا جن پہ کہ تُو نے کیا انعام
نہ اُن کا جن پہ اے خدا تیرا غضب ہوا

دُنیا و دین میں آپ ہی کردے ہمیں بلند
کرلے قبول آج یہ طاہر کی التجا!

○

وسیم احمد طاہر ڈگری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مظلوم کی آہ

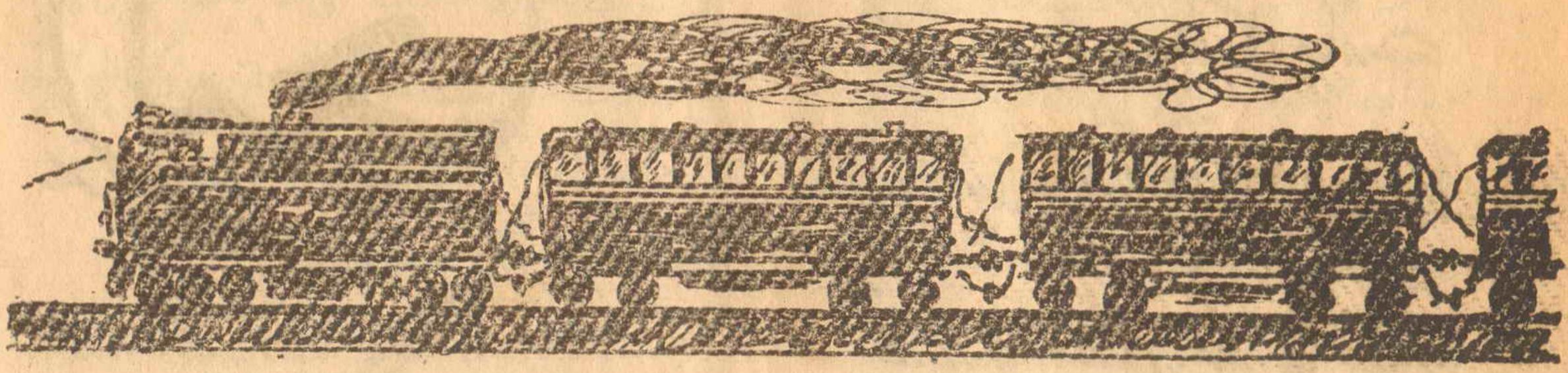

مبشر احمد محمود۔ ربوہ

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو مظلوم اور بے بس انسان کی آہ سے بچنے کا حکم فرمایا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ:-

"اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ"

یعنی مظلوم کی بددعا سے ہمیشہ بچو کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مظلوم کی بددعا سے ہمیشہ بچنا چاہیئے کیونکہ وہ سیدھی خدا تک پہنچ جاتی ہے۔

آیئے! آج ہم آپکو ایک سچا واقعہ سناتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوگا کہ مظلوم کی آہ اور بددعا سے بچنا کتنا ضروری ہے اور مظلوم بے گناہ کو تنگ کرنا کتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی کتنی سخت سزا ملتی ہے

چند ماہ ادھر کی بات ہے۔ مجھے کسی ضروری کام سے کوئٹہ جانا تھا۔ والد محترم بھی ہمراہ تھے۔ گاڑی میں بہت رش تھا بمشکل کھڑے ہونے کو جگہ مل سکی۔ سبھی مسافروں کا یہی حال تھا یہاں تک کہ بعض ضعیف کمزور مسافر بھی کھڑے تھے۔ گو چند ہی سٹاپ تھے نوجوان جو کسی پچھلے شہر سے آرہے تھے انتہائی ڈھٹائی سے ضرورت سے کہیں زیادہ جگہ گھیرے بیٹھے تھے۔ چند بڑی عمر کے مسافروں نے انہیں جگہ دینے کو کہا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ جب دوسری دفعہ کچھ مسافروں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ بھئی دیکھو لوگ بے چارے کھڑے ہیں اور تمہارے پاس بہت سی زائد جگہ ہے تو وہ نوجوان ان مسافروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بہت بدتمیزی سے پیش آئے اور کہا کہ تمہارے باپ کی گاڑی ہے۔ ہم نے بھی ٹکٹ خریدا ہے ہم نہیں اُٹھ سکتے۔ جگہ نہیں ملتی تو نیچے اتر جاؤ۔ وغیرہ خیر مسافر بیچارے تو خاموش ہو رہے مگر سبھی دل میں ان کی بے حسی پر انھیں ملامت کر رہے تھے۔

سارا راستہ وہ نوجوان مختلف طریقوں سے تمام مسافروں کے لئے وبالِ جان بنے رہے۔ کبھی اونچی آواز سے آوارہ قسم کے فلمی گیت گانے لگتے کبھی قہقہے لگانے لگتے۔ کبھی خواہ مخواہ لوگوں سے جھگڑنے لگتے۔ مختصر یہ کہ انہوں نے مسافروں کو خوب تنگ کیا۔ سبھی انھیں دل میں بُرا بھلا کہہ رہے تھے مگر انہیں کچھ کہہ کر کوئی اپنی بے عزتی نہ کروانا چاہتا تھا

اسی دوران میں ایک بوڑھا نابینا شخص ہاتھ میں ٹافیوں کے تھیلے پکڑے ہوئے گرتا پڑتا اندر داخل ہوا اور صدا لگانے لگا۔

"بھائیو! میں غریب ہوں۔ نابینا ہوں۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ میں بھیک نہیں مانگتا۔ یہ ٹافیاں بیچ کر گزارا کرتا ہوں۔ مجھ سے یہ خرید لو۔ میری مدد کرو۔ میں بھیک نہیں مانگتا۔ دو دو آنے۔ دو دو آنے۔"

تقریباً سبھی لوگوں نے اس کی یہ گریہ وزاری دیکھ کر اس کی مدد کے خیال سے کچھ نہ کچھ خریدا۔ مگر یہ نوجوان خاموشی سے بیٹھے رہے۔ میری نظر ان پر تھی۔ ان کی گزشتہ حرکات دیکھتے ہوئے مجھے یقین تھا کہ یہ اس بے چارے غریب کے ساتھ بھی ضرور زیادتی کریں گے۔ مگر انھوں نے اسے کچھ نہ کہا۔ میں نے بھی شکر کیا کہ یہ بے چارہ غریب تو ان کی زیادتی سے بچ گیا۔ مگر ابھی وہ شخص ڈبہ سے باہر نہیں نکلا تھا کہ ان لڑکوں نے آپس میں کچھ کھسر پھسر کرنے کے بعد اسے بلایا اور دو روپے کی ٹافیاں دینے کو کہا۔ اس بے چارے نے خوشی خوشی گن کر انھیں دے دیں۔ وہ لڑکے ٹافیاں لینے کے بعد بڑی بے نیازی سے منہ گھما کر ادھر سے ادھر دیکھنے لگے۔

کچھ دیر انتظار کے بعد اس نے پیسوں کا مطالبہ کیا تو ان میں سے ایک لڑکا جو سب سے زیادہ بگڑا ہوا تھا اس بے چارے کے پیچھے پڑ گیا۔ اور زور زور سے بولنے لگا۔

"کس بات کے پیسے مانگتے ہو۔ تمہارا دماغ خراب ہے کیا؟ ہم نے تجھ سے کیا لیا ہے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔"

وہ بے چارہ غریب بہت پریشان ہوا اور قسمیں اٹھا اٹھا کر کہنے لگا کہ تم نے ابھی مجھ سے دو روپے کی ٹافیاں خریدی ہیں۔ مگر وہ جوان مسلسل اسے بُرا بھلا کہتا رہا۔ حیران کن بات تو یہ ہے کہ اس کے ساتھی خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔

یہ حالت دیکھ کر دوسرے مسافروں سے نہ رہا گیا اور ہمت کر کے اس نوجوان کو سمجھانے لگے کہ بھئی اس غریب کو تنگ نہ کرو۔ خیر اس نوجوان کو کچھ اثر ہوا اور غریب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مجھے تمہارا یاد ہے دو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھلا اس غریب نادار کے پاس اتنی رقم کہاں تھی
اس نے انکار کیا تو اس نوجوان نے اسے دوبارہ غلیظ
گالیاں اور دھکے دینے شروع کر دیئے اور کہا کہ
اگر تمہارے پاس بقیہ روپے نہیں ہیں تو میرا دماغ
کیوں کھاتے ہو۔ دفع ہو جاؤ ورنہ ابھی ذلیل
کر دوں گا۔

اس غریب کے لئے تو دو روپے بھی بہت
بڑی رقم تھی مگر وہ بے بس تھا۔ کچھ اپنی بے عزتی
اور کچھ نقصان کے خیال سے اس کا بُرا حال تھا۔ کچھ
اور بس نہ چلا تو اُس لڑکے کو بددعائیں دینے لگا۔
"تم نے مجھ غریب پر ظلم کیا ہے۔ خدا
تجھے بھی میری طرح کر دے۔ خدا تیرا
بیڑا غرق کرے۔ تو بھی میری طرح
لنڈھا ہو!"

کچھ دوسرے مسافروں نے اس شخص کو پیسے ادا کر دیئے
اور وہ اُس لڑکے کو بددعائیں دیتا چلا گیا۔

وہ غریب تو چلا گیا مگر میرا دل اُسی وقت اس
خیال سے کانپ گیا کہ اس لڑکے کو اس زیادتی کی ضرور
کوئی سخت سزا ملے گی۔ اور ہوا بھی وہی جس کا ڈر
تھا۔ اُس مظلوم کی بددعا سیدھی خدا تک پہنچی اور خدا
نے بھی اسے قبول کر کے اُس ظالم کو سزا دینے میں
ذرہ دیر نہ لگائی۔

کچھ ہی دیر بعد اگلا اسٹیشن آگیا۔ ان لڑکوں نے
وہاں اترنا تھا۔ ابھی گاڑی سٹیشن سے چند میل باہر
ہی تھی کہ انہوں نے اپنا سامان وغیرہ اٹھایا اور
دروازوں میں آکر کھڑے ہو گئے۔ جس لڑکے نے اس

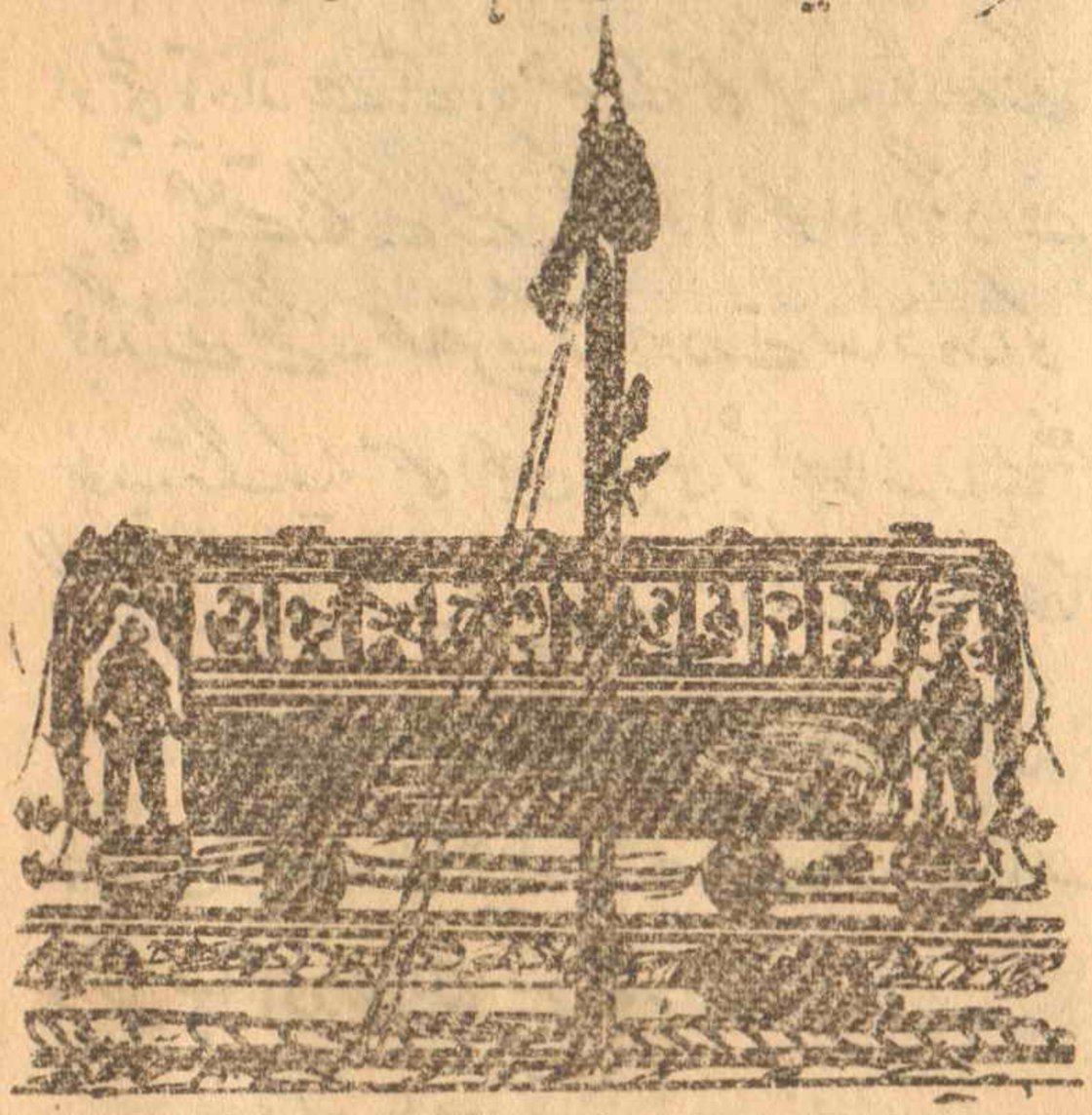

غریب سے زیادتی کی تھی وہ بڑی شوخی سے سارا جسم
گاڑی سے باہر نکالے دروازے کے ساتھ لٹکا ہوا
تھا۔ اچانک دھڑام کی آواز آئی۔ سبھی لوگ فوراً متوجہ

ہر قسم کے ریڈیو، ٹیلی ویژن، ریفریجریٹر، ائرکنڈیشنرز اور سوئی گیس کے چولھے

خرید و فروخت
محمود الیکٹرونکس کمپنی
۲۱۔ ہال روڈ لاہور
میٹ کیجئے
فون: ۵۲۸۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے۔ وہ لڑکا سگنل کے پول سے ٹکرا کر تیز رفتار گاڑی سے نیچے گر چکا تھا۔ گاڑی رکی اور لوگ بھاگم بھاگ لڑکے کے پاس پہنچے۔ وہ بے ہوش تھا۔ کسی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لڑکے کی ایک ٹانگ بُری طرح کچلی گئی تھی اور اس کی آنکھوں پر لگی ہوئی سیاہ عینک کے شیشے اسے ایک آنکھ سے بالکل محروم کر چکے تھے اسے فوراً قریبی کلینک پہنچایا گیا جہاں اُس کی حالت تشویشناک بتائی گئی

سبھی مسافر قدرت کے اس فیصلہ پر انگشت بدنداں تھے اور میرے والد محترم مجھے سمجھا رہے تھے کہ

"بیٹا کبھی کسی غریب نادار سے زیادتی نہ کرنا!"

تو دیکھا جائے! اس غریب سے زیادتی کرنے کا اس لڑکے کو کتنا بُرا انجام دیکھنا پڑا اور خدا تعالیٰ نے کس طرح اسے اس کی زیادتی کی سزا دی

آیئے ہم آج سب مل کر سچے دل سے عہد کرتے ہیں کہ کبھی کسی غریب اور بیکس شخص کو دکھ نہیں پہنچائیں گے بلکہ ہمیشہ ان کی مدد کریں گے۔ ۰۰

ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا

از حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب غزنوی ثم امرتسری

قبیر سے بزرگ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ہیں جو حضرت پیر صاحب کوٹھہ والے کے مرید رشید تھے یہ بزرگ اپنے وقت میں امام کے عالی تھے سامن لئے غزنی سے امیر کابل کے حکم سے بعد تکلیف بسیار جلاوطن کئے گئے اور پنجاب میں آکر آخر امرتسر میں سکونت پذیر ہوئے یہ بزرگ بھی صاحب کشف والہام تھے۔ انہوں نے بہت موقعوں پر حضرت مرزا صاحب کی نسبت تصدیق کی ہم ان کے دو مریدوں کی شہادت یہاں پر درج کرتے ہیں جو حضرت اقدس کے آگے بھی بیان کر چکے ہیں سادہ جو متفرق کتابوں میں طبع ہو کر شائع بھی ہو چکی ہے چنانچہ وہ شہادت حسب ذیل ہے:۔

اوّل: حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر جو بظاہر ثقہ آدمی تھے۔ اور وہ حضرت عبداللہ صاحب کے اول درجہ کے رفیق اور مخلص تھے بمقام قادیان شروع ۱۸۹۱ء میں اور اثنائے گفتگو میں بیان کی کہ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے کشف سے ایک پیشگوئی کی تھی کہ: ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔ فقط۔

(دیکھو ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۷۰۳-۷۰۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم آلِ محمدؐ عربی کے چند ننھے بھولے بھالے ہیں
اس نورِ مجسّم احمدؐ کے ہم دل سے چاہنے والے ہیں

ہم ہی نے سارے عالم میں اسلام کو غالب کرنا ہے
یہ عزم ہے ننھے سینوں میں اس عزم کے ہم رکھوالے ہیں

یہ قرآن کے ہم شیدائی ہیں یہ ہم کو جان سے پیارا ہے
ہم اس کی عزّت و حُرمت کے رکھوالے ہیں متوالے ہیں

دشمن کو دعائیں دیتے ہیں ہم اس کی بلائیں لیتے ہیں
ہم پاک نبیؐ کے حُکموں پر دل جان سے چلنے والے ہیں

ہم پاک وطن کے خادم ہیں ہم اس کی عزّت کرتے ہیں
ہم اس کی حفاظت کی خاطر جاں اپنی وارنے والے ہیں

معوّذ اور معاذ بھی ہیں ہم ملّت کے جانباز بھی ہیں
ملّت کی عظمت کی خاطر ہم آگ میں کودنے والے ہیں

ہم شمس و قمر ہیں ملّت کے ہم مہر و وفا کے پیکر ہیں
اُلفت اور پیار و شفقت سے دل سب کے جیتنے والے ہیں

رشید احمد صدیقی۔ نشکانہ صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ

اخلاق و آدابِ مجالس

نصیر احمد قمر نائب مدیر

انسان کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی ترقیات کے لئے مختلف علمی، دینی اور تربیتی مجالس کا انعقاد اور اُن میں شمولیت نہایت ضروری ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارہا اپنے صحابہؓ کے ساتھ مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اپنے پاک کلمات اور فیض روحانی سے ان کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی تربیت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد حاضرین سے پُر تھی کہ تین اصحاب تشریف لائے۔ ان میں سے ایک نے دیکھا کہ ایک طرف تھوڑی سی جگہ خالی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ہمت سے کام لیا۔ آگے بڑھے اور وہاں جا بیٹھے دوسرے نے آگے بڑھ کر بیٹھنے سے حیا کی اور سب سے آخر پر ہی بیٹھ گئے۔ تیسرے نے سوچا کہ یہاں بیٹھنے کو جگہ تو ہے نہیں۔ چلو واپس چلتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اس مجلس کو اتنی اہمیت نہ دی اور وہاں سے واپس لوٹ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک یہ سب منظر دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ جب حضورؐ نے اپنی تقریر ختم کی تو صحابہؓ سے فرمایا کیا میں تمہیں ان تین اشخاص کی حالت نہ بتلاؤں کہ جن میں سے ایک نے جرأت کی سو خدا نے بھی اس سے جرأت مندانہ سلوک فرمایا۔ دوسرے نے حیا سے کام لیا اور خدا نے بھی اس سے حیا کا برتاؤ کیا۔ تیسرے نے اعراض کیا تو خدا تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ اس حدیث سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم عمدہ اور نیک مجالس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرور شامل ہوں اور ایسی مجالس سے اعراض کر کے ثواب اور نیکی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

عزیز بھائیو! ایک بات ہمیشہ یاد رکھو اور اسے کبھی بھی فراموش نہ کرنا کہ اسلام ہمیں صرف اور صرف عمدہ اور نیک مجالس کے منعقد کرنے اور ان میں شمولیت کی تلقین کرتا ہے۔ اور ایسی مجالس جو لغو، فضول اور بیہودہ امور پر مشتمل ہوں یا فساد پیدا کرنے کے لئے منعقد کی جائیں نہ صرف یہ کہ ان میں شامل ہونے سے اسلام ہمیں منع کرتا ہے بلکہ ایسی مجالس کے انعقاد کی تائید و حمایت کے لئے بھی روکا گیا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی اور بُری مجالس کی وضاحت ایک مثال سے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ نیک ساتھی اور نیک مجلس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے پاس کستوری ہو کہ اگر وہ اس سے کستوری نہ بھی خریدے تو اس کی خوشبو سے ضرور مستفید ہوتا ہے۔ لیکن بُری صحبت اور بُری مجلس کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے سے اس کا بدن اور کپڑے جل جانے کا امکان ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی اس بھٹی کا مضر اور خطرناک دھواں اس کے پاس بیٹھنے والے کے ناک میں ضرور جاتا ہے ——

سچ تو یہ ہے کہ مجلس خواہ اچھی ہو یا بُری۔ نیک ہو یا بد۔ اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ ہمیں اسلام کا یہ حکم ہے کہ ہم ہمیشہ اچھی صحبت اور اچھی مجلس اختیار کریں —— اسلام ہمیں یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ جب ہم کسی مجلس میں جائیں تو اپنی مقررہ جگہ پر خاموشی سے بیٹھیں اور صدر مجلس یا مقرر یا مخاطب کی باتیں پوری توجہ اور غور سے سنیں اور ٹولیاں بنا کر گپیں نہ ہانکیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اتنی خاموشی ہوتی تھی کہ گویا صحابہؓ کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں کہ اگر انہوں نے کوئی بات کی تو وہ پرندے انہیں نوچ ڈالیں گے۔ یہ مکمل خاموشی ہی کی وجہ تھی کہ بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی ہزار کے مجمع سے خطاب فرماتے اور حضورؐ کی آواز ہر ایک کو صاف طور پر سنائی دیتی تھی

مجلس میں صاف ستھرے ہو کر جانا چاہیئے اور کوئی ایسی بدبودار چیز کھا کر نہ جانا چاہیئے جس سے دیگر اہل مجلس کو تکلیف ہو یا وہ نفرت کا اظہار کریں۔ مجلس میں ٹانگیں پسار کر اور غیر مہذب طریق سے نہ بیٹھنا چاہیئے۔ اسی طرح مجلس میں بلند آواز سے بولنا بھی ناپسندیدہ ہے —— مجلس سے بغیر اجازت اٹھ کر جانے سے اسلام نے ہمیں سخت منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر کسی حاجت کی بنا پر کوئی شخص مجلس سے اٹھ کر جانا چاہے تو اسے چاہیئے کہ صدر مجلس سے اجازت حاصل کرے۔

مجلس سے کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھنا ناپسندیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے —— اگر کوئی شخص کسی حاجت کی بنا پر مجلس سے اٹھے تو واپسی پر وہ اپنی جگہ بیٹھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا سب سے زیادہ حقدار ہے ——— " حلقہ کے وسط میں بیٹھنا بھی مناسب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے نہ بیٹھے

مجلس میں جہاں بآسانی جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ لوگوں کے کندھوں پر سے پھلانگتے ہوئے آگے ہو کر بیٹھنا ناپسندیدہ ہے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اپنے سے بڑوں اور بزرگوں کو مجلس میں آگے جگہ دینی چاہیئے۔

لیجئے اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی رضؓ کا واقعہ بھی سن لیجئے!

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس مجلس میں ایک صحابی حضرت میاں نظام الدین رضؓ بھی تھے۔ حضرت میاں صاحب حضورؑ سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلے پر بیٹھے تھے کہ کچھ اور لوگ آنے شروع ہو گئے جو بھی آتا وہ آگے بڑھ کر حضورؑ کے پاس ہو کر بیٹھتا۔ مجبوراً میاں صاحب ہر آنے والے کو بیٹھنے کے لئے کچھ جگہ دے دیتے اور خود پیچھے ہٹ جاتے۔ حتیٰ کہ آہستہ آہستہ آپ سب سے آخر میں پہنچ گئے۔ حضورؑ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے چنانچہ جب کھانے کا وقت آیا تو حضورؑ نے حضرت میاں صاحبؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ——— " او میاں نظام الدین صاحب! ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضورؑ نے اور میاں نظام الدین صاحبؓ نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔

عزیز بھائیو! نیک اور صالح مجالس میں بیٹھنے کا بہت ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے ایسی مجلس کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں جس میں نیکی اور خیر کی باتیں ہوں اور وہ اہل مجلس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکت نازل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عمدہ اور نیک مجالس کے انعقاد اور ان میں شمولیت کی توفیق بخشے۔ ہماری مجالس صحیح معنوں میں اسلامی مجالس ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات حاصل کرنے والے ہوں! آمین ثم آمین!!

○

● ہمارے ایک دوست ایک تقریری مقابلہ میں بڑے جوش و جلال کیساتھ تقریر جھاڑ رہے تھے۔ دوران تقریر انہوں نے علامہ اقبال کا شعر ؎

"دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے"

بڑی لے اور سُر کے ساتھ کچھ اس طرح سے پڑھا ؎

"دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں گھوڑا دیئے دوڑے ہم نے"

(اسحٰق احمد۔ متعلم جامعہ احمدیہ)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزمِ تشحیذ

بھائی جان۔ السلام علیکم!!

ماہ اپریل کا پیارا تشحیذ ملا۔ حضور پرنور کے ساتھ، یوگوسلاویہ کے بچوں کی تصاویر دیکھ کر خوشی ہوئی اور حسرت بھی۔ اے کاش! ہمیں بھی ایسی خوش نصیبی ملے۔ "السلام علیکم" اور "تھائی لینڈ" بہت پسند آئے۔ یہاں غیر احمدی بہن بھائی بھی اب تشحیذ بڑے شوق سے پڑھنے لگے ہیں۔

آپ کا ننھا بھائی۔ محمد احسن عارف (ہفتم) کمر گودھا

پیارے بھائی جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپریل کا شمارہ سامنے ہے ابھی ابھی پڑھ کر ختم کیا ہے اتنا دلچسپ ہوتا ہے کہ جب تک پورا پڑھ نہ لیں۔ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ سب کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہی سب سے پہلے پڑھیں۔ ہمارا تشحیذ پہلے ہی کافی دلچسپ تھا مگر آپ کے دور میں تو اسے چار چاند لگ گئے ہیں اس دفعہ لطیفے اور لطیفے زیادہ تھے اور کہانیاں اور لطیفے زیادہ ہیں۔ بڑے ہی چٹپٹے لطیفے ہیں۔ "شگفتہ شگفتہ" کا کام بھی ہمیشہ خوب ہے۔ کوکب نوید صاحبہ نے لکھا ہے کہ ان کی ترکیب "خشک حلوہ" شائع نہیں ہوئی۔ میرے خیال میں منظر بھائی کو حلوہ پسند نہیں۔ اگر وہ انہیں خشک حلوہ کی ڈش روانہ کریں تو پھر انہیں حلوہ ضرور پسند آیا اور وہ شائع بھی کرتے۔ والسلام!

زاہدہ پروین۔ لبشریٰ تبسم۔ ربوہ

محترم بھائی جان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپریل کے مہینہ کا شمارہ ملا۔ سرورق دیکھ کر روحانی سکون حاصل ہوا۔ کیوں کہ اس پر پیارے آقا کی تصویر تھی جب کھولا تو دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا اس دفعہ لطیفے اتنے زیادہ نہ تھے۔ ایک اب آپ نے اسی رسالہ کو بھی اشتہار بنا لیا ہے جو صفحہ کھولا اس پر کسی نہ کسی دوکاندار کا اشتہار۔ اگر آپ اسی جگہ اقوال زریں اور دوسری باتیں جو کہ فائدہ مند ہوں۔ شائع کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

خیر جیسے یہ آپ کی مرضی ہے۔ والسلام!

ندیم احمد عارف۔ ڈگری

محترم بھائی جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپریل کا تشحیذ ملا۔ تمام کہانیاں پسند آئیں۔ میرے خیال میں دو تین الماری معلوماتی یا دینی مقابلوں کی بجائے ایک مقابلہ ہونا چاہیئے اور ایک صفحہ سوال و جواب کے لئے وقف ہونا چاہیئے جس میں خریداروں کی طرف سے سوال اور آپ کے جواب ہوں اس طرح تشحیذی بچوں کی معلومات بڑھیں گی۔

طارق محمود نجمی۔ گوجرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

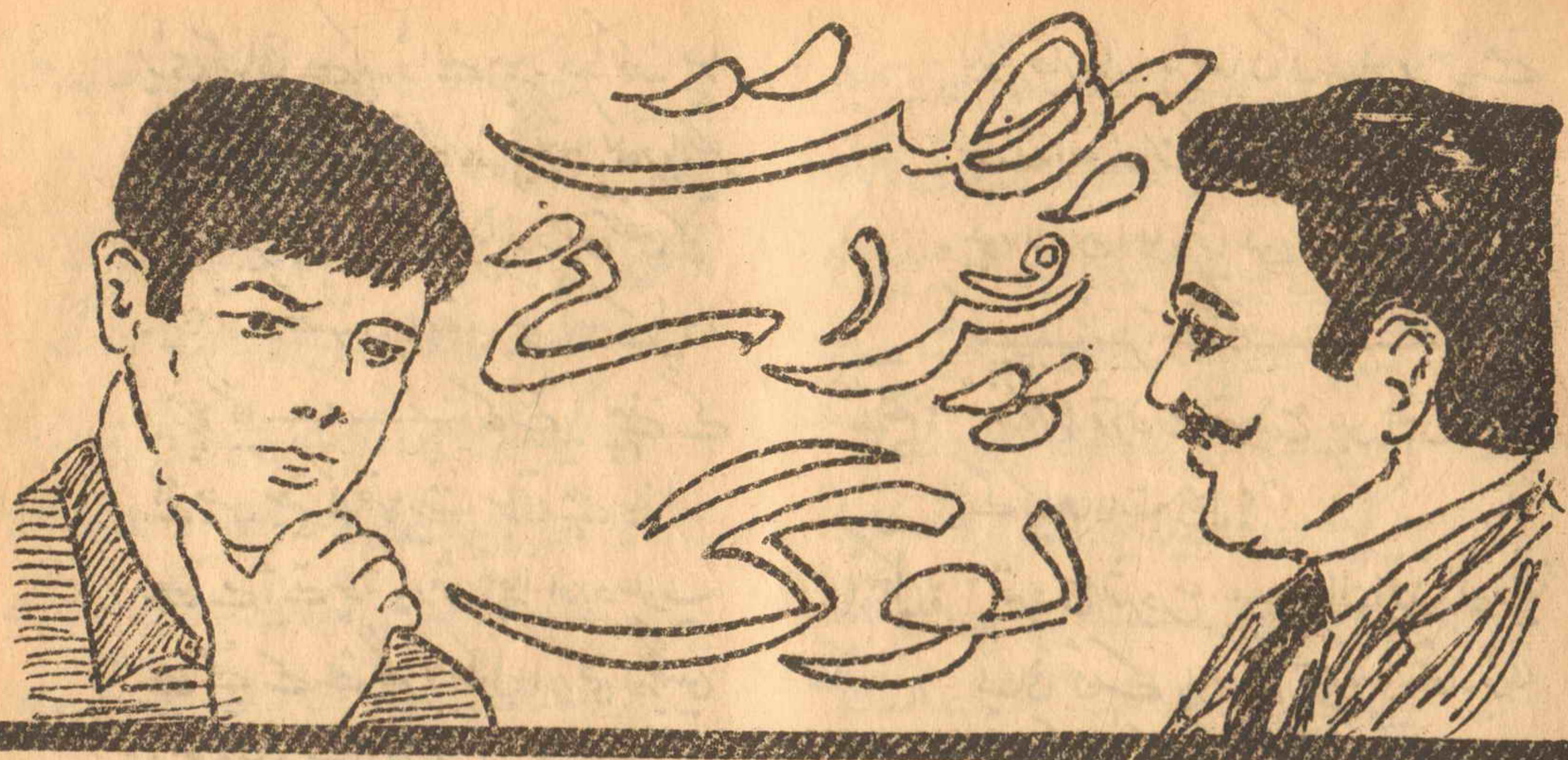

"انکل! کیا پرانے زمانے کے لوگ جانوروں کی طرح رہتے تھے؟" ندیم نے انکل سے پوچھا۔

"بھئی تمہیں یہ اس وقت کیسے خیال آ گیا؟" انکل نے ہنستے ہوئے اُلٹا سوال کر دیا۔

"دیکھئے نا! وہ ہماری جو تاریخ کی کتاب ہے اس میں یہ سب کچھ غلط سلط لکھا ہوا ہے کہ وہ لوگ جانوروں کا کچا گوشت کھا جاتے تھے۔ ننگ دھڑنگ پھرتے تھے اور بالکل جنگلی اور بندر تھے۔"

"بھئی یہ کسی حد تک صحیح ہے ——— لیکن وہ یہ سب کچھ خوشی سے نہیں کرتے تھے۔ اس وقت حالات ہی ایسے تھے۔" انکل نے جواب دیا۔

"انکل! ہماری کتاب میں زیادہ تفصیل سے نہیں لکھا ہے۔ کیا آپ ہمیں پرانے زمانے کے لوگوں کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟ آپ جو کچھ بتاتے ہیں وہ ہمیں یاد ہو جاتا ہے۔"

"ہاں بھئی ضرور بتاؤں گا ———" انکل نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا ——— "لیکن تم انور کو بھی بلا لو، اسے بھی تاریخی حالات جاننے کا بہت شوق ہے۔"

ندیم: "یہ ٹھیک ہے انکل ——— لو انور خود ہی آ گئے!"

انور: السلام علیکم! انکل! ——— آج کیا موضوع ہے بھئی؟

ندیم: "پرانے زمانے کے لوگ!"

انکل: "ہاں بھئی۔ وہ لوگ جو پرانے زمانے میں رہتے تھے۔ یہ دنیا جس میں ہم تم رہتے ہیں۔ سچ مچ بڑی عجیب جگہ ہے۔ تم اپنے کسی ہم جماعت سے کچھ کہنا چاہتے ہو تو

طارق احمد بٹ کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑی آسانی سے کہہ ڈالتے ہو۔ خط لکھنا ہوا
تو قلم یا پنسل لے کے کاغذ پر خط لکھ دیا پھر
اُسے لیٹر بکس میں ڈال دیا اور جس شخص کو
بھیجا تھا۔ گھنٹوں یا دنوں میں اس کے پاس
پہنچ گیا ——— کھانے یا پینے کے
لئے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے بازار
سے لے آتے ہو۔ بارش ہوا اور دھوپ
سے بچنے کے لئے گھر اسکول اور کئی اور جگہیں
موجود ہیں۔ سواری کے لئے کیا ہے،
بائیسکل ہے، رکشا ہے، تانگہ ہے یا موٹر کار
ہے۔ یہاں تک کہ سمندر کی جہاز اور ہوائی
جہاز بھی موجود ہے۔"

الور: "تو انکل! کیا پرانے زمانے میں یہ سب
کچھ نہ تھا؟"

انکل: "آج تو انسان کے آرام و سکون کے بہت
سے سامان موجود ہیں۔ لیکن اُسے زندگی
میں ہمیشہ ایسی سہولتیں میسّر نہیں تھیں
آج جو آسائشیں تمہیں میسّر ہیں تمہارے
نانا دادا کو کہاں نصیب تھیں اور تمہارے
دادا جان نے آرام و سکون کی جو چیزیں
دیکھی ہوں گی وہ ان کے دادا کے وقت میں
نہ تھیں اور تمہارے دادا کے زمانہ
میں بھی انسان کے آرام کی کچھ چیزیں موجود
ہوں گی جو اُن کے دادا کے وقت میں
بالکل نہیں تھیں ——— اسی طرح دو
دو۔ چار چار سیڑھیاں کر کے اوپر چڑھتے
ہوئے اس زمانہ تک جاؤ جب شروع شروع
میں انسان اس دنیا میں نمودار ہوا تو عجیب
کیفیت نظر آئے گی ———"

ندیم: "انکل! شروع شروع میں اس زمانے
کے کیا حالات تھے؟"

انکل: "شروع شروع میں جن انسانوں نے دنیا
بسائی اُن کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ بڑی
محنت کرنے کے بعد کھانے کو تھوڑا بہت
مل جاتا تھا ——— کچھ کھالیں ہاتھ آگئی
تھیں جو سرد ہوا، بارش اور برف سے
بچاؤ کیلئے استعمال کرتے تھے۔"

الور: "انسان نے سب سے پہلے زمین کب بسائی؟"

انکل: "یہ اچھا سوال ہے ——— بھئی یہ بات
ٹھیک ٹھیک تو کسی کو معلوم نہیں کہ
انسان نے سب سے پہلے زمین کب بسائی
——— پھر بھی ہم اتنا کہہ سکتے ہیں
کہ اس بات کو لاکھوں برس ہو گئے ہیں شاید
دس لاکھ برس ہو چکے ہیں ——— اگر
کوئی ترکیب ایسی نکل آئے کہ ہم وقت
کو دس لاکھ برس پیچھے لے جا سکیں یعنی
کسی طرح آج سے دس لاکھ برس پہلے کا
زمانہ پلٹ آئے تو تمہیں بڑی حیرانی ہوگی
دنیا کا نقشہ بالکل اُلٹ ہوگا۔ نہ مکان ہوں
گے۔ نہ ریل گاڑیاں۔ نہ کھیت نہ جہاز، نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتابیں، نہ کاغذ، اوزار ہیں گئے نہ ہتھیار
بندوق نہ پستول، ہلیں نہ کارخانے، غرض
جو چیزیں ہمیں روز نظر آتی ہے اور جنہیں یکھ
کر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا میں ہمیشہ سے ہیں
ان میں سے کوئی بھی دکھائی نہیں دے گی۔"

انور: "کیا اس زمانے میں بھی اتنے ہی لوگ تھے؟"

انکل: "نہیں بھئی ——— آج سے دس لاکھ
سال پہلے دنیا میں بہت تھوڑے انسان تھے
البتہ ہر طرف گھنے جنگل اور وسیع میدان
پھیلے ہوئے تھے۔ جن میں طرح طرح کے
جانوروں کا ٹھکانہ تھا۔"

ندیم: "کیا آج بھی وہ جانور موجود ہیں؟"

انکل: "آج دنیا میں اس قسم کے جانور موجود نہیں
لیکن تم انہیں دیکھو تو ان کی صورتیں جانی
پہچانی معلوم ہوں گی۔ کیونکہ آج بھی دنیا
میں ایسے جانور موجود ہیں جو انہیں کی نسل
سے ہیں اور جن کی صورتیں اپنی نسل کے
جانوروں یعنی پرانے زمانے کے ان جانوروں
سے بہت کچھ ملتی جلتی ہیں ———
ان کے دانت کہیں تو تلوار کی طرح مڑے ہوئے
دانتوں والے شیر دکھائی دیتے تھے کہیں بڑے
بڑے ہاتھی تھے جن کے جسم بالوں سے چھپے
ہوئے تھے کہیں خوفناک گینڈے جن کے
بدن پر لمبی لمبی لشیم ہوتی تھی۔ پھر کہیں ریچھ اور
لگڑ بھگڑ تھے۔ یہ چند جانوروں کے نام ہیں

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے جانور تھے"

انور: "وہ لوگ رہتے کہاں تھے؟"

انکل: "خیال کیا جاتا ہے کہ اس زمانے کے انسان
جنگلوں کے آس پاس رہتے ہوں گے۔
کیونکہ انہیں کھانے پینے کی چیزیں زیادہ
تر یہیں سے مل جاتی تھیں۔ انہوں نے گھوڑوں
اور غاروں میں ٹھکانے بنا رکھے ہوں گے
اور ان میں سے بعض ندیوں کے کنارے
رہتے ہوں گے ——— وہ ہماری تمہاری
طرح آپس میں بات چیت نہیں کر سکتے
تھے کیونکہ ابھی انہوں نے حلق سے طرح
طرح کی آوازیں نکالنا اور بات چیت کے
ذریعہ ایک دوسرے پر اپنے خیالات ظاہر
کرنا نہیں سیکھا تھا وہ لکھنا بھی نہیں جانتے
تھے۔ کیونکہ لکھنے کا فن ایجاد نہیں ہوا
تھا ——— ان کے پاس نہ تو اوزار
تھے نہ ہتھیار۔"

ندیم: "وہ لوگ شکار کس طرح کیا کرتے تھے؟"

انکل: "ہاں ضرورت آپڑتی تھی تو وہ درختوں کی
ٹہنیوں یا پتھروں سے ہتھیاروں کا کام لیتے
تھے انہیں بڑے بڑے جانوروں سے بچنے
کا کوئی طریقہ معلوم نہ تھا بہت ہوا تو
بھاگ کر کسی چٹان کے پیچھے جا چھپے یا درخت
پر چڑھ گئے اور کسی جانور نے پیچھا کیا تو کسی
غار میں جا گھسے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انور: "یہ لوگ کھاتے پیتے کیا تھے؟"

انکل: "یہ لوگ پھل وغیرہ پر گزارہ کرتے تھے کیونکہ ان جنگلوں میں انہیں تھوڑے بہت پھل ضرور مل جاتے تھے۔ ان میں بعض پھل درختوں میں لگتے تھے بعض جھاڑیوں میں۔ بعض کا چھلکا اخروٹ کی طرح سخت ہوتا تھا بعض گوندنی کی طرح چھوٹے اور نرم ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ جڑیں بھی کھاتے تھے۔ جنہیں وہ زمین کھود کے نکالتے تھے۔ کبھی کبھی شکار بھی ہاتھ آجاتا تھا۔ بڑے سے بڑے جانوروں کا شکار کرنا تو ذرا مشکل معلوم ہوتا تھا۔ ہاں خرگوش یا چھوٹے موٹے جانور جو آسانی سے ہاتھ آسکتے تھے۔ مل جاتے تھے۔ لیکن اکثر اوقات انہیں بھوکا رہنا پڑتا تھا کیونکہ ہمیشہ انہیں اتنے پھل یا اتنا شکار نہ ملتا تھا کہ ان کا پیٹ بھر جائے۔"

ندیم: "انکل! ان کی زندگی تو مصیبت کی زندگی تھی ——— !"

انکل: "ہاں بھئی ان کی زندگی بڑی تکلیف اور مصیبت کی زندگی تھی۔ پھر ان جنگلوں میں رہنے میں جان جوکھم بھی تھا۔ یہاں بڑی سرد ہوائیں چلتی تھیں اور جانوروں کی کھالیں اتنی گرم نہیں ہوتی تھیں کہ سردی سے بچاؤ ہو سکے۔ جب بارش ہوتی تھی تو وہ بھیگ جاتے تھے ایسی حالت میں گھنے جنگلوں سے گزر کے جانوروں سے بچتے بچاتے اپنے غار میں پہنچتے تھے تو ان کا سارا جسم ٹھٹھرا ہوا ہوتا تھا۔ اکثر اوقات جنگل کے تند خو جانور ان پر حملہ کر دیتے تھے۔ بہت سے انسان ان جانوروں سے بچ نکلتے تھے لیکن بعض مارے بھی جاتے تھے کیونکہ ہاتھی کی شکم کے خوفناک جانوروں شیروں اور گینڈوں سے مقابلہ کرنا اور پھر ان سے بچ نکلنا آسان کام نہیں تھا۔"

ندیم: "انکل واقعی یہ لوگ قابلِ مبارکباد ہیں۔"

انکل: "ہاں بھئی ——— اگر ہمیں ایسی زندگی

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے
آپ کی اپنی دکان
گلوب ٹمبر کارپوریشن
۲۶ نیو ٹمبر مارکیٹ - راوی روڈ - لاہور
پوسٹ شریف لائیو
فون نمبر
۶۰۲۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لسر کرنی پڑے تو ہم میں سے شاید کوئی زندہ رہے۔ لیکن ان ہمت والوں نے اتنی مصیبتیں جھیلیں اور زندہ رہے ——— اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ لوگ طاقت میں جنگل کے جانوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے پھر اُن کے بچاؤ کا کوئی سامان بھی نہ تھا۔ پھر بھی وہ کئی باتوں میں جنگل کے طاقتور جانور سے بڑھ کر تھے۔ چوپائے نہیں تھے۔ انسان تھے۔ انہیں جنگل کے جانوروں کی طرح چلنے میں پنجوں سے کام نہیں لینا پڑتا تھا۔ وہ سیدھے کھڑے ہوتے تھے اور اپنے دونوں پاؤں پر چلتے تھے۔ اس لئے وہ اپنے ہاتھوں سے دوسرے کام لے سکتے تھے اور یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کی مدد سے بہت سے کام کر سکتا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ جانوروں کے پنجوں کی طرح نہیں تھے بلکہ ان کے ہاتھوں میں انگوٹھا بھی تھا جس کی مدد سے وہ چیزیں پکڑ سکتے تھے اور اوزاروں اور ہتھیاروں سے کام لے سکتے تھے۔

انور: "کیا وہ باتیں کر سکتے تھے؟"

اُنکل: "اس زمانے کے انسان میں ایک اور بات بھی تھی جو جانوروں کو نصیب نہ تھی یعنی وہ اپنے حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکال سکتا تھا ——— یہی آوازیں تھیں جو آگے چل کر آپس میں ملیں تو انہوں نے لفظوں کی شکل اختیار کر لی اور انسانوں نے ان لفظوں کے ذریعہ آپس میں بات چیت کرنا سیکھ لی ——— لیکن انسان اور جنگل کے ان جانوروں میں سب سے بڑا فرق یہ تھا کہ انسان کا دماغ جانوروں کے دماغ سے بڑا تھا ——— پھر انسان میں سوچ بچار کی قوت بھی زیادہ تھی۔ وہ ہر چیز پر غور کرتا تھا اور جو کچھ دیکھتا اور سنتا تھا اس سے طرح طرح کے نتیجے نکالتا تھا ——— گویا انسان سوچ بھی سکتا تھا ——— اس میں سیکھنے اور یاد رکھنے کی قابلیت بھی تھی۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ کوئی مشکل آپڑتی تو انسان کو فوراً سوجھ جاتی ہے کہ اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے۔ یعنی انسان میں عقل بھی تھی۔"

انور: "ابتدائی زمانہ کے انسانوں کی دنیا اور آج کل کی دنیا میں کیا فرق ہے؟"

اُنکل: "اگرچہ ابتدائی زمانے کے ان انسانوں کو زندہ رہنے کے لئے بڑے جتن کرنے پڑتے لیکن ان میں کچھ خوبیاں ایسی تھیں کہ وہ آندھیوں اور طوفانوں، شیروں اور بھیڑیوں سے بچ نکلے ——— شروع شروع میں تو انسان اور جنگلی جانوروں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان میں اپنی حالت سدھارنے۔ رہنے سہنے کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی جو قابلیت تھی۔ وہ ان جانوروں میں نہیں تھی اپنی اسی خوبی کی وجہ سے ابتدائی زمانے کے انسان دوسرے تمام جانداروں سے مختلف نظر آتے تھے ——— پھر اسی خوبی کی بدولت ان کی اولاد نے دنیا کو ترقی دی۔ رہنے سہنے کے نئے نئے طریقے نکالے اور دنیا کو اس جگہ پہنچا دیا۔ جہاں وہ آج نظر آتی ہے۔"

انور: "ابتدائی زمانے کے انسانوں کی دنیا اور آج کل کی دنیا میں جو فرق ہے اس کی اصل وجہ کیا ہے؟"

انکل: "بہت خوب ——— ! بھئی آج جو انسان دنیا میں آباد ہیں ان میں اور ان کے بزرگوں یعنی ابتدائی زمانے کے انسانوں میں بظاہر بڑا فرق نظر آتا ہے ——— کہاں وہ وحشی انسان کہ درندوں کی طرح اندھیری غاروں میں رہتا ہے۔ جسم پر جنگلی جانوروں کی طرح گچھے دار بال ہیں۔ کہیں سے ایک اخروٹ ہاتھ آگیا تو خاریں میں پتھر اسے دانتوں سے توڑ رہے ہیں جیسے کئی دن کا بھوکا ہے ——— کہاں آج کل کے کسان جن کی محنت مشقت سے دنیا کو اناج کی ریل پیل ہے۔ کارخانوں میں کام کرنے والے کاریگر، اسکولوں اور کالجوں کے طالب علم، عالم فاضل جن کے علم اور دانائی کا چرچا ساری دنیا میں ہے۔ کتابوں رسالوں کے انبار، اخبارات کی بہتات اور تاجر جو لاکھوں کروڑوں روپوں کا لین دین کرتے ہیں اور ہوائی جہازوں میں اڑتے پھرتے ہیں ——— پھر بھی ابتدائی زمانے کے یہ وحشی انسان اور آج کل کے لوگ بہت سی باتوں میں ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً دس لاکھ برس کی اس مدت میں بھی انسان کے جسم کی بناوٹ میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ اس زمانے کے انسانوں کی طرح آج کل کے انسانوں کے دل میں بھی زندہ رہنے کا عزم موجود ہے۔ ان لوگوں میں یہ دھن تھی کہ جس طرح بن پڑے رہن سہن کے طریقوں کو ترقی دی جائے آج بھی انسانوں کی یہی لگن ہے۔"

انور: "انکل! کیا انسان کے رہنے سہنے کے طریقے اب بھی بدل رہے ہیں؟"

انکل: "ہاں بھئی ——— دراصل اس زمانے کی دنیا اور آج کل کی دنیا میں جو فرق نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ انسان کے طور طریقے بدل گئے ہیں۔ کام کرنے کے ڈھنگ میں تبدیلی آگئی ہے ——— انسان نے اپنے اس طویل ترین سفر میں جو تاریک غاروں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شروع ہو کر آج کی جگمگاتی ہوئی زندگی تک جاری رہا ہے۔ قدم قدم پر تہذیب کے نقش و نگار ابھارے ہیں۔ آج پلٹ کر جب اس سفر کی گزرگاہوں پر نظر ڈالی جاتی ہے تو بابل و نینوا، دجلہ و فرات اہرام مصر، ہڑپہ اور موہنجوڈارو۔ یہ سب انسان کے مہذب ہونے کی کہانی سناتے ملتے ہیں ——— انسان کے قدم جہاں جہاں پڑے تہذیب و تمدن کی نئی نئی راہیں کھلیں اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا۔

——— انسان ایک معاشرتی حیوان ہے اور مل جل کر رہنے سہنے سے ہی تہذیب نشو و نما پاتی ہے ———

انسان کے طور طریقوں میں جس طرح تبدیلیاں ہوئی ہیں ——— اس کا ذکر ہم بعد میں کسی گفتگو میں کریں گے کیونکہ اب تم دونوں جمائیاں لے رہے ہو اس لئے چھٹی ———!"

ندیم: "ٹھیک ہے انکل ———! ہمیں آپ ضرور بتایئے گا ——— ہم ابھی پرانی تہذیب کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں"

انور: "شکریہ انکل ——— خدا حافظ!"

انکل: "خدا حافظ ———!!"

○

چاند

نصرت چوہدری - دریا خاں مری

دل مسرت سے ہو گیا معمور
کس قدر شادماں طبیعت ہے
آسماں پر ہے چاند جلوہ فگن
رجس سے ظاہر خدا کی قدرت ہے
چاند سے ہو رہے ہیں ہم محظوظ
اے خدا یہ تری عنایت ہے
در حقیقت ثبوت حق کے لئے
چاند اک شاہکار فطرت ہے
تیری قدرت پہ آج تک یارب
عقل انساں غریق حیرت ہے

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت ابو سعید خدری رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا۔ جس نے ننانوے ۹۹ قتل کئے تھے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی اور اس نے اس علاقے کے سب سے بڑے عالم سے متعلق پوچھا تا وہ اس سے اس گناہ سے توبہ کرنے کے بارہ میں پوچھے۔ اسے ایک تارک الدنیا عابد زاہد کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ اس نے ننانوے ۹۹ قتل کئے ہیں۔ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا۔ ایسے آدمی کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے اور اتنے بڑے گناہ کیونکر معاف ہو سکتے ہیں اس پر اسے بھی قتل کر دیا۔ اس طرح پورے سو قتل ہو گئے۔ پھر اُسے اور ندامت ہوئی اور اس نے کسی اور بڑے عالم کے متعلق پوچھا۔ اسے ایک بڑے عالم کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا۔ میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں کیوں نہیں۔ توبہ کا دروازہ کیسے بند ہو سکتا ہے؟ اور توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ تم فلاں علاقے میں جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گے اور دین کے کام کر رہے ہوں گے تم بھی ان کے ساتھ اس نیک کام میں شریک ہو جاؤ اور ان کی مدد کرو۔ نیز اپنے اس علاقے میں واپس نہ آنا کیونکہ یہ بُرا اور فتنہ خیز علاقہ ہے۔

چنانچہ وہ اس سمت میں چل پڑا لیکن ابھی نصف

عزیز بچو اور بہنو! اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی کتاب ہو تو اس کے بہترین اقتباسات ہمیں بھیجیں! ہم انہیں اس مضمون کی زینت بنائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راستہ ہی طے کر پایا تھا کہ اسے موت نے آلیا۔ تب اُس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ اس شخص نے توبہ کر لی ہے۔ اور اپنے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوا ہے اس لئے ہم اسے جنت میں لے جائیں گے عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا۔ یہ کیسے بخشا جا سکتا ہے؟

اسی اثناء میں ان کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا۔ اسے انھوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا اس نے دونوں کی باتیں سُن کر کہا۔ جس علاقے سے یہ آ رہا ہے اور جس علاقے کی طرف جا رہا ہے۔ ان دونوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو۔ اس میں سے جس علاقے سے یہ زیادہ قریب ہو وہ اسی علاقے کا شمار ہوگا

پس انھوں نے فاصلہ ناپا۔ تو اس علاقے کے زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا۔ اس پر رحمت کے فرشتے اسے جنت کی طرف لے گئے۔

(شفیق احمد انس۔ فیکٹری ایریا ربوہ)

●

★ وہ دور مغلیہ سلطنت کے زوال کا دور تھا اس وقت محمد شاہ برصغیر کا حاکم تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے نادر شاہ کی دعوت کی۔ چائے کا دور چلا تو ایک نواب عمدۃ الملک نے پیالی بھری مگر شش و پنج میں پڑ گیا کہ پہلے کسے دے؟ اگر پہلے آقا کو دے تو نادر شاہ کہیں اپنی ہتک سمجھ کر سر نہ اڑا دے۔ اور اگر نادر شاہ کو دے تو آئندہ بھی اپنے دربار میں منہ دکھانا ہے۔ آخر کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے پیالی محمد شاہ کے سامنے کرتے ہوئے کہا "شاہاں بہ شاہاں مے دہند" یعنی بادشاہ بادشاہ کو چائے دے۔

دونوں بادشاہ اس انداز خوشنما پر بہت خوش ہوئے

★ ایک دن نادر شاہ کے پیٹ میں گرانی محسوس ہوئی۔ محمد شاہ نے علوی خان حکیم کو بلایا جس نے ایک خوبصورت مرتبان بھیجا۔ مرتبان میں قلاقند تھی۔ سونے کا چمچہ برابر دھرا ہوا تھا اور سونے کا ترازو بھی ملتے سمیت وزن کے اندازے کے لئے تھا۔ ابھی حکیم وزن کرنے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ نادر شاہ نے مرتبان کھولا۔ اور دو انگلیاں اندر ڈال کر چاروں طرف سے مرتبان خالی کر دیا۔ چونکہ اس میں خوشبودار دوائیں ملی ہوئی تھیں۔ اسے مزیدار لگا تو بولا۔ "ہلوائے خوب است دیگر بیارید"

(بہت مزیدار حلوہ ہے اور لائیے!)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دفعہ نادرشاہ کو سیر کرنے کی سوجھی محمد شاہ بادشاہ نے اسے ہاتھی پر سوار ہونے کو کہا۔ کیونکہ ایران میں ہاتھی نہیں ہوتا۔ جب ہودج میں بیٹھا تو فیلبان دیکھ کر بولا۔ "یہ کون ہے؟" جواب ملا۔ "فیلبان ہے۔ اور اس کا کام ہاتھی پہ کنٹرول کرنا ہے۔"

نادرشاہ بولا:

"اسی ہاتھی کی طنابیں مجھے دے دو!"

اس نے عرض کی۔ قبلۂ عالم! ہاتھی کی طنابیں یا باگ ڈور نہیں ہوتی۔ یہ اشاروں سے چلتا ہے۔"

نادرشاہ جھنجھلا اٹھا اور ناک چڑھا کر بولا

"ہم نہیں کرتے سواری۔ ایسے جانور پر سواری کا کیا فائدہ۔ جس کی باگ ڈور ہی نہ ہو۔"

☆ محمد شاہ کے دربار میں جب امیر خان صوبہ الہ آباد سے آئے تو بادشاہ نے پوچھا۔

"امیر خاں! ہمارے لئے کیا لائے؟"

عرض کی۔ "دلی ہزار احمق!"

اپنے بادفا سپاہیوں کو آگے کیا تو محمد شاہ بولا۔ "ان سجیلے اور بانکے نوجوانوں کو تم احمق کہتے ہو؟" امیر خان نے جواب دیا۔

"حضور! نہ میرے پاس خزانہ، نہ ملک، نہ جاگیر۔ فقط زبانی بات پر تین سو کوس چلے آئے یہ احمق نہیں تو اور کون ہیں؟"

بادشاہ ہنس دیا اور اسی دن سے ان کی تنخواہ اور ہر خرچ اپنے ذمہ لے لیا۔

اسمتھ نامی شخص بہت سست تھا۔ قوت باصرہ کی اس عجیب خصوصیت کی وجہ سے اس نے بہت شہرت پائی۔ پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی کار اسمتھ کو پانچ میل فی گھنٹہ سے زیادہ تیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ کیفے میں بیٹھے ہوئے ایک دفعہ اس نے اڑتی ہوئی مکھیاں سرسری انداز میں پکڑ لیں تو لوگ حیران رہ گئے۔ لیکن اسمتھ لاپرواہی سے بولا

"مجھے مکھیوں کی چہل قدمی ایک آنکھ نہیں بھاتی"

بیس بال کے ایک کھلاڑی کو ایک انوکھا خیال آیا اور اس نے اسمتھ کو اپنی ٹیم میں شامل کر لیا۔ مخالف کھلاڑی خواہ کتنی تیزی سے گیند پھینکے۔ اسمتھ کو وہ رینگتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ جلد ہی اسمتھ والی ٹیم کو شکست دینا مشکل ہو گیا۔ اسمتھ کی ٹیم نے اسمتھ کی یہ عجیب خصوصیت عام لوگوں سے چھپا رکھی تھی۔ مگر مخالف ٹیم کو پتہ چل گیا اور انہوں نے اسمتھ کی موجودگی میں کھیلنے سے انکار کر دیا۔ خود اسمتھ کھیل کی سست رفتاری سے بددل ہو کر بولا۔

"گیند مجھ تک پہنچنے کا بڑا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ سست رفتاری سے گیند آتی ہے اور میں ہٹ مار کر باؤنڈری تک پہنچا سکتا ہوں۔ یہ انتظار بڑا تکلیف دہ ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نجانے اس کی یہ منفرد خصوصیت اُسے اور کتنا مشہور کرتی کہ وہ اسی عجیب و غریب خوبی کی وجہ سے ہلاک ہو گیا وہ اطمینان سے سڑک عبور کر رہا تھا کہ ایک تیز رفتار کار نے اسے کچل دیا۔ حالانکہ اسمتھ کو وہ کار رینگتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

(قدسیہ نورقدسی۔ حجرہ شاہ مقیم)

●

★ مغل بادشاہ جہانگیر ایک شراب خانہ میں گیا وہاں ایک شخص شراب کے نشے میں بدمست گانا گا رہا تھا۔ جہانگیر نے اس سے بات چیت شروع کر دی اور اس کا نام پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔

"تمہیں میرا نام نہیں معلوم؟ مجھے ساری دنیا جانتی ہے۔ میں سکندر جولاہا ہوں کل میرے گھر آ کے کھانا کھانا!"

دوسرے روز جہانگیر ہاتھی پر سوار اپنے مصاحبوں اور خادموں کے ساتھ سکندر کے گھر پہنچ گیا جہانگیر کے چوبدار نے سکندر سے جا کر کہا۔ کہ بادشاہ سلامت تمہاری دعوت پر کھانا تناول فرمانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ سکندر سخت پریشان ہوا پہلے تو بہرا بن گیا۔ لیکن بہرا بننے سے کام نہ چلا آخر غصے سے چلایا۔ "جو شخص شرابی کی بات پر اعتبار کرے وہ گدھا ہے۔ اسے ایک لات رسید کرنی چاہیئے۔" جہانگیر یہ سن کر بہت خوش ہوا اور جولاہے کو انعام و اکرام سے نوازا۔

★ تیمور نے سلطان محمد کے علاقہ پر حملہ کر دیا اس کی فوجیں مار دھاڑ کرتی ہوئی سرحد پار کر کے ملک کے بیچوں بیچ پہنچ گئیں وہاں انھوں نے ایک شہر پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمد مقابلہ کے لئے ایک زبردست لشکر لے کر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ سلطان محمد نے تیمور کو بری طرح شکست دی۔ تیمور ایک غریب مسافر کا بھیس بدل کر بھیک مانگتا ہوا بھاگ نکلا اور کسی گاؤں میں پہنچ گیا وہ سخت بھوکا تھا اس نے گاؤں کی ایک بڑھیا عورت سے کھانے کے لئے کچھ مانگا۔ عورت اس کے لئے گرم گرم کھانا لے آئی۔ تیمور نے فوراً رکابی میں انگلیاں ڈال دیں۔ کھانا بہت گرم تھا۔ اس لئے اس کی انگلیاں جل گئیں۔ عورت ہنسنے لگی۔ اس نے کہا۔ "تم بھی تیمور کی طرح کوئی جلد باز اور لالچی آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تیمور بے سوچے سمجھے ہمارے ملک کے وسط میں پہنچ گیا تھا۔ اب اسے شکست کھا کر فرار ہونا پڑا۔ اگر وہ پہلے سرحدوں پر مقابلہ کرتا پھر دوسرے علاقے فتح کرتا ہوا بتدریج آگے بڑھتا تو شکست نہ کھاتا۔ اسی طرح اگر تم بھی کناروں سے کھانا شروع کرتے تو تمہاری انگلیاں نہ جلتیں۔

(مسعود احمد۔ کوٹ احمدیاں)

●

تشحیذ خود خرید کر پڑھیئے...!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینی و تاریخی انعامی مقابلہ (۷)

حبیب اللہ صابر ۱۱۵۱/۴ گڑی کھاتہ حیدرآباد

(۱) قرآن کریم کا پہلا حافظ، کسے کہا جاتا ہے؟

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان کا نام حضرت "عبدالمطلب" تھا کیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا جان کا نام بتا سکتے ہیں؟

(۳) "کلیم اللہ" کا خطاب کن پیغمبر کو ملا۔

(۴) ہندو پاک کے باہر دنیا کے کن اہم مقامات پر جماعت احمدیہ مساجد تعمیر کر چکی ہے؟ کسی پانچ کے نام تحریر کریں۔

(۵) حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کی سیرت کے متعلق سب سے پہلے کون سی کتاب مرتب ہوئی؟

(۶) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ۱۹۴۷ء میں کس واحد ملک نے پاکستان کو اقوام متحدہ کا رکن بنائے جانے کی مخالفت کی تھی؟

(۷) ہوطی ہند کسے کہا جاتا ہے؟

(۸) جیومیٹری کے لفظی معنی بتائیں۔

(۹) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حاتم طائی کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

(۱۰) دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام کس ملک میں ہے؟۔

(نوٹ: جوابات بھیجنے کی آخری تاریخ ۲۰ جون ہے۔ فوری جواب کیلئے جوابی لفافہ بھیجنا ضروری ہے)

جوابات دینی و تاریخی انعامی مقابلہ (۶)

(۱) حضرت زید رضی اللہ عنہ۔ (سورۃ احزاب) (۲) ایک سو بیس برس (۳) سورۃ توبہ

(۴) حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری شادی دہلی کے مشہور خاندان صوفی حضرت خواجہ میر درد کے خاندان میں ام المومنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم سے ہوئی (۵) ۱۹۵۰ء میں حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمدؓ (۶) نیویارک میں۔

(۷) مولانا مظہر الدین نے (۸) نواب بہادر یار جنگ (۹) بارہ سال (۱۰) منجھیر جھیل (سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

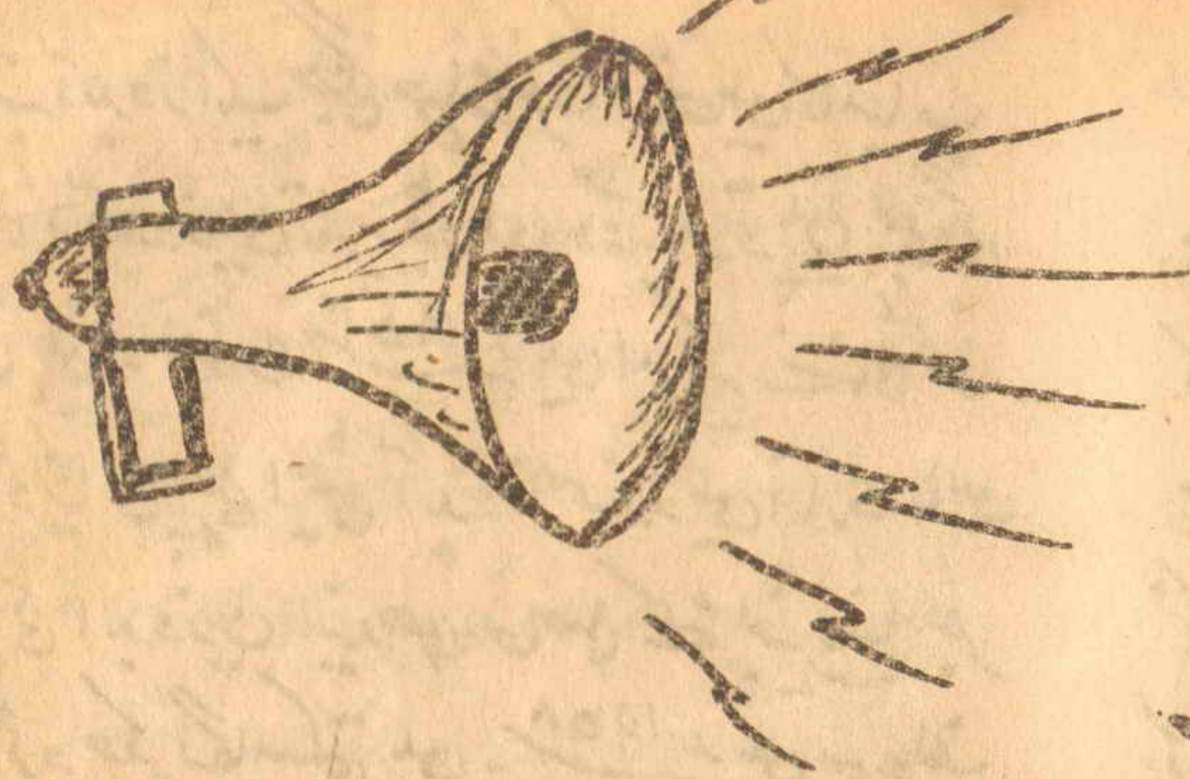

خبرنامہ تشحیذ

آب دوز (SUB MARINE)

ایک جنگی کشتی جو پانی کے اندر بھی چل سکتی ہے اور اوپر بھی۔ جب کشتی کو پانی کے نیچے چلانا

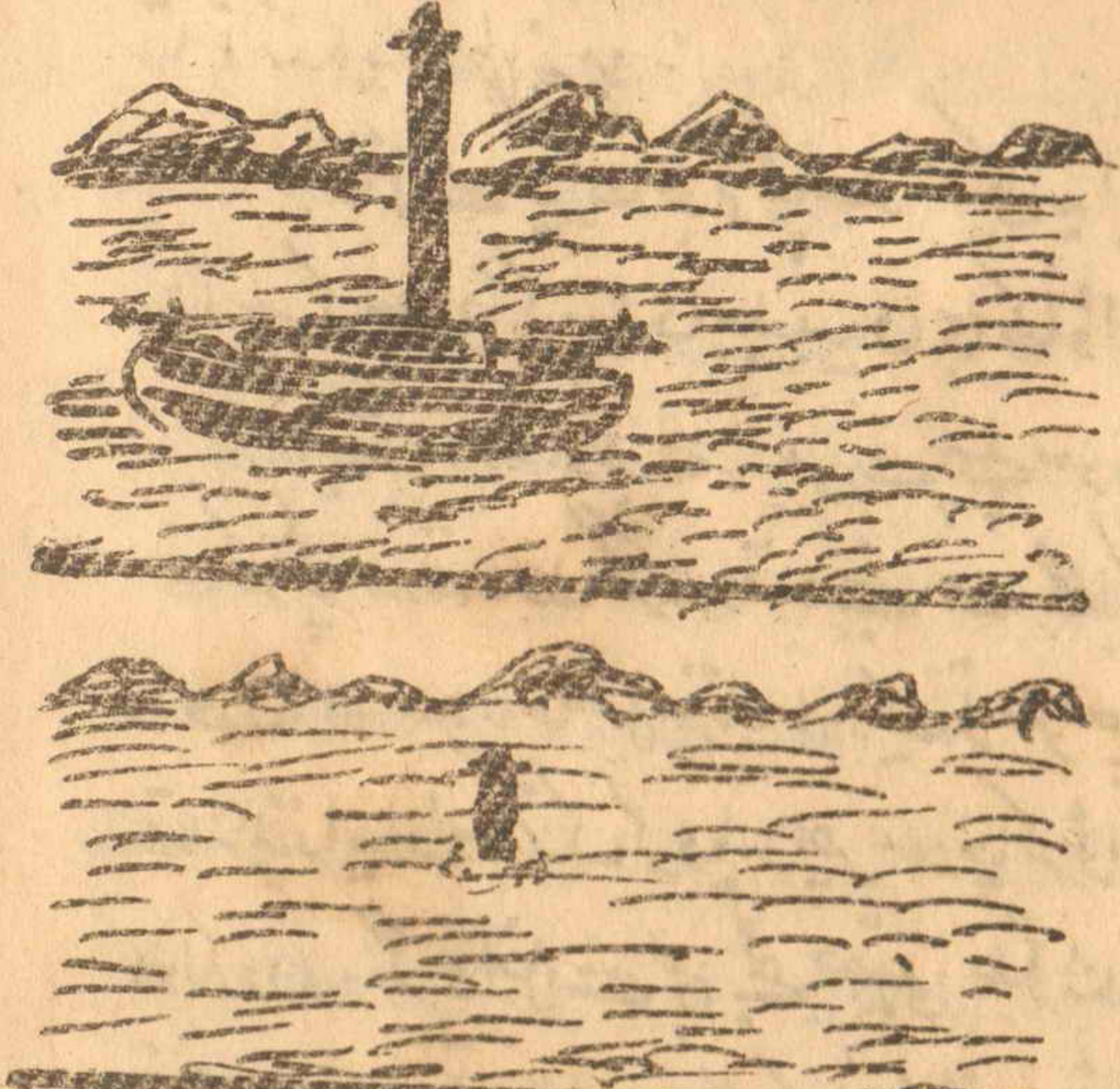

مطلوب ہو تو کشتی کے اندر بھرے ہوئے ٹینکوں سے ہوا خارج کر دی جاتی ہے اور اس کی جگہ پانی بھر لیا جاتا ہے۔ اس طرح کشتی کا وزن زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر زیادہ نیچے لے جانی مقصود ہو تو مزید ہوا خارج کر دی جاتی ہے اور اس کی جگہ مزید پانی بھر لیا جاتا ہے۔ جب آبدوز سمندر کے اندر تیرتی ہے تو اسی وقت پر تھامسن موٹر کے ذریعے چلتی ہے لیکن سطح سمندر پر ڈیزل انجن کی مدد سے چلتی ہے سطح آب کی اشیاء دیکھنے کے لئے نلی کی شکل کا ایک آلہ آبدوز میں نصب کیا جاتا ہے۔ جسے بالائین یا پیری سکوپ (Peri Scope) کہتے ہیں۔ اس میں کئی منشور اور عدسے لگے ہوتے ہیں۔ یہ نلی ایسی مرکب دھات سے بنتی ہے جس پر پانی کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ پیری سکوپ کی مدد سے آبدوز چلانے والے پانی کے اندر ہوتے ہوئے بھی سطح آب سے اوپر کی اشیاء دیکھ سکتے ہیں۔

پہلی آبدوز ایک ولندیزی انجینئر نے ۱۶۲۹ء میں تیار کی تھی لیکن جنگی مقاصد کے لئے سب سے پہلے ۱۷۷۶ء میں بنائی گئی۔ ۱۸۴۶ء میں امریکی خانہ جنگی کے زمانہ میں پہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتبہ آبدوز ایک جنگی جہاز غرق کرنے میں کامیاب ہوئی۔ آبدوزیں تارپیڈو اور سُرنگ مار توپیں بھی لگی ہوتی ہیں۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں امریکہ نے نائٹلس نامی دنیا کی پہلی ایٹمی آبدوز سمندر میں اتاری اس ضمن کی آبدوزیں ایندھن حاصل کئے بغیر دنیا بھر کے گرد چکر لگا سکتی ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں سی ولف نامی ایٹمی آبدوز نے ساٹھ دن تک زیر آب رہ کر ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔

آدم کا پُل

بھارت اور جزیرہ سیلون (سری لنکا) کے درمیان سمندر میں ریت اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی ایک تیس میل لمبی قطار چلی گئی ہے یہ حصہ جہاز رانی کے قابل نہیں ہے۔

۱۸۳۸ء میں بحری آمد و رفت کے لئے راستہ صاف کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ دراصل پانی نے لنکا کو ہندوستان سے کاٹ کر جُدا کر دیا ہے اسی ریت اور پتھر کے ٹیلے کو "آدم کا پُل" کہتے ہیں۔

(پاشا شفیق زرعی یونیورسٹی لائلپور)

جلیبیاں

قادیان میں ایک بزرگ استاد کو کسی نے دیکھا کہ اکیلے بیٹھے دو آنے کی جلیبیاں کھا رہے ہیں اس زمانہ میں دو آنے آج کے ۲۰-۲۵ روپے کے برابر تھے ظاہر ہے دو آنے کی ڈھیر ساری جلیبیاں آئی ہوں گی۔ دیکھنے والوں کو تعجب ہوا کہ اتنے قلیل مشاہرہ کے ساتھ یہ ایسا اسراف کیونکر ہو رہا ہے۔ جلیبیاں کھانی ہی تھیں تو ایک آدھ ٹکے کی لیتے تھیں۔ کسی نے جرأت کر کے یہ سوال کر ہی ڈالا۔

"اجی حضرت! آج آپ یہ کیا غضب ڈھا رہے ہیں۔ اتنا ڈھیر ساری جلیبیاں اور کھانے والے آپ اکیلے؟"

بزرگ استاد نے جواب دیا۔ "بات یہ ہے کہ آج مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اپنے آپ کو کوئی سخت سزا دوں تا آئندہ یہ غلطی نہ ہو۔"

سائل نے حیران ہو کر کہا۔ "لیکن یہ اچھی سزا ہے کہ حلوائی کی ساری جلیبیاں ہی کھا ڈالیں"

بزرگ استاد بولے۔ "میں نے پہلے سوچا تھا کہ کچھ صدقہ دوں مگر صدقہ دینے سے مجھے ایک راحت اور سرور حاصل ہوتا۔ اور میں تو سزا چاہتا تھا۔ لہٰذا یہ ارادہ ترک کر دیا۔ پھر سوچا کہ نوافل ادا کروں۔ مگر نوافل سے بھی مجھے حقیقی سکون اور لذت حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی کوئی سزا نہ ہوئی۔ پھر خیال آیا کہ کچھ خیرات دے ڈالوں۔ مگر اس عمل سے بھی مجھے سوائے خوشی کے کچھ نہ ملتا۔ یہ بھی کوئی سزا نہ تھی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ کوئی ایسا کام کروں جس سے مجھے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مزا ملے۔ تکلیف اور دکھ محسوس ہو۔ دیکھو میں نے یہ ڈھیر ساری جلیبیاں لی ہیں۔ جن پر میری ایک بڑی رقم ضائع ہوئی ہے۔ مجھے اس کا قلق اور افسوس ہے اور پھر یہ بھی علم ہے کہ یہ جلیبیاں میں اکیلا کھا رہا ہوں۔ کسی کو ساتھ میں شریک نہیں کیا۔ لہٰذا جلیبیاں کھانے سے کوئی ثواب بھی نہیں مل رہا۔ پس مزا کا اس سے بہتر طریق مجھے اور کوئی نہیں سوجھا۔

● زود نویسی کے ریکارڈ

انتھونی ٹراپ پندرہ منٹ میں ۲۵۰۰ الفاظ کی رفتار سے لکھنے کا عادی تھا۔ وہ لکھتے وقت سامنے Stop watch رکھ لیتا تھا تا مقررہ رفتار کم نہ ہونے پائے۔ وہ روزانہ اوسطاً آٹھ ہزار الفاظ لکھا کرتا۔ اتنے الفاظ عام لوگ ایک ہفتے میں بھی نہیں لکھ سکتے۔

ناول نگار ایڈگر والیس نے ۲۵۰۰۰۰ الفاظ پر مشتمل اپنا پہلا ناول Castle Hatler صرف تین ماہ میں لکھا اور زود نویسی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ اس ناول میں مزید ۵۰ ہزار الفاظ کا دن میں اضافہ کر کے ادبی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔

شہرۂ آفاق ناول نگار ایڈگر والیس نے ۱۵۰ ناول۔ ۱۴ ڈرامے اور ان گنت مضامین اور کہانیاں لکھیں۔ وہ اپنے ناول املا گیر آلے (Dictaphone) پر لکھواتا تھا۔ اس کی رفتار پانچ منٹ میں ۳۰۰۰ الفاظ تھی۔ وہ بعض اوقات ۴۸ گھنٹے کی ایک ہی نشست میں ۸۰ ہزار الفاظ کا ناول مکمل کر لیتا تھا وہ ہر آدھ گھنٹے بعد چائے کی پیالی پیتا تھا۔ شب و روز تیس چالیس چائے کی پیالیاں اور ساٹھ سگریٹ پھونکتا تھا اور ایسے ناول کا معاوضہ ۴ ہزار پونڈ وصول کرتا اور پھر کئی دن تک بستر پر پڑا رہتا۔

مولانا محمد علی جوہر نے پہلی جنگِ عظیم میں ستمبر ۱۹۱۴ء میں Choice of the Turks کے عنوان سے ایک مقالہ اپنے اخبار کامریڈ کے لئے قلمبند کیا۔ انہوں نے ۱۹ کالم کا یہ معرکۃ الآراء مضمون چالیس گھنٹے کی محنت شاقہ کے بعد لکھا اس دوران میں لمحہ بھر بھی آرام نہ کیا۔ تھک جاتے تو معاون ایڈیٹر کو بلا کر بولتے جاتے۔ اس عرصہ میں کھانا بھی نہ کھایا۔ پس قہوے کی پیالیاں پیتے رہے۔ مضمون اتنا مؤثر اور زوردار تھا کہ جس نے پڑھا عش عش کر اٹھا۔ برطانوی حکومت بلبلا کی حق گوئی پر تلملا اٹھی اور پاداش میں کامریڈ پریس کی ضمانت ضبط کر لی۔

(شبیر عالم۔ دوھری)

● ولچپ ولچپ

بحر منجمد شمالی میں ایک "سٹارفش" نامی مچھلی پائی جاتی ہے۔ اس کے پانچ گوشے ہوتے ہیں اور جسم میں ہڈی نہیں ہوتی۔ اگر اس کی ایک ٹانگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(گوشت) کاٹ دیا جائے تو وہ دن میں دوبارہ اُگ آتا ہے۔ پانچوں گوشوں کو کاٹ کر سمندر میں پھینک دیں تو مقررہ مدت کے بعد ہر ٹکڑا پوری مچھلی بن جاتا ہے۔

● ٹینڈا کے علاقے [illegible] سے ۴۰ فٹ لمبا وہیل مچھلی کا ڈھانچہ برآمد ہوا ہے۔ تجزیئے کے بعد پتہ چلا ہے کہ اس کی موت تیس ہزار سال پہلے ہوئی تھی اور یہ مچھلی برف میں دب گئی تھی۔

● نیویارک کی ایک کمپنی نے ایسا پھسلنے والا فوجی لباس تیار کیا ہے جس پر گولی اثر نہیں کرتی اور پھسل جاتی ہے۔ یہ لباس ٹائیٹون سے بھی ہلکا ہے۔

● ایران کا ایک ستر سالہ بوڑھا صرف کچی سبزیاں اور پھل کھاتا ہے۔ اس کی عمر ۴۰ سال سے زیادہ نہیں لگتی۔ اس کا کہنا ہے کہ صرف کچی سبزیاں اور پھل اور کچا اناج کھا کر انسان اڈھائی سو برس تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کی پیروی کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

● پیرس کی ایک عالی شان کوٹھی کے قریب ٹرک آکر رُکا۔ اس وقت اہل خانہ گھر نہیں تھے۔ ٹرک والوں نے ملازموں سے کہا کہ چار عدد صوفہ سیٹ ڈرائنگ روم میں رکھوا دیئے کہ فلاں شہر سے صاحب خانہ نے بھجوائے ہیں۔

شام کو اہل خانہ کے واپس آنے سے پہلے ٹرک والا آیا اور کہا کہ غلطی سے فلاں صاحب کا صوفہ سیٹ آپ کے ہاں آگیا۔ واپس دیجئے۔ چنانچہ ٹرک واپس لے گیا۔ رات کو عقدہ کھلا کہ گھر کی تمام قیمتی چیزوں کا صفایا ہو چکا ہے۔ صرف سیٹیوں میں میں چور گئے ہوئے تھے۔

(قدسیہ انور قدسی۔ بھجوہ شاہ مقیم)

○

ایک آدمی (دوسرے سے) "ہمارے جسم میں فولاد ہے۔"

دوسرا آدمی: "تو پھر ہم مقناطیسی سے چمٹ کیوں نہیں جاتے؟"

(عطاء الاعلیٰ ابن مولانا عطاء المجیب شاہد مربی سلسلہ گجرات)

○

الفضل ربوہ

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور خطبات۔ علمائے سلسلہ کے اہم مضامین بیرونی ملکوں میں جماعت کی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی و غیر ملکی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوستوں کو بھی مطالعہ کیلئے دیں

ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا اہم دینی فریضہ ہے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقل مندی

پیارے بچو! ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاؤں میں اکبر نامی ایک بہت امیر آدمی رہا کرتا تھا اس کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ اس کا نام رخسانہ تھا۔ وہ بہت چالاک، ہوشیار اور عقیل مند ہونے کے ساتھ ساتھ بہت خوبصورت اور عقل مند بھی تھی۔ ایک دفعہ رات کے وقت اُن کے گھر چور گھس آئے۔ رخسانہ کا بوڑھا باپ اور والدہ اپنے کمرہ میں سوئے ہوئے تھے۔ لیکن رخسانہ کو پتہ چل گیا کہ چور آگئے ہیں۔ چور پہلے رخسانہ کی طرف آئے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ اگر اسے قابو کر لیا جائے تو اس کا بوڑھا باپ کچھ نہیں کر سکتا۔ رخسانہ نے دل میں سوچا کہ وہ اکیلی تینوں چوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتی چنانچہ اس نے ایک ترکیب سوچی وہ اپنے بستر میں لیٹی رہی اور اس طرح بڑبڑانے لگی جیسے کوئی سوتے میں باتیں کر رہا ہو

چور یہ سمجھ کر خوش ہوئے کہ یہ بہت گہری نیند سو رہی ہے۔ اور سوتے میں پتہ نہیں کیا بک رہی ہے۔ رخسانہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہنا شروع کیا "میری شادی ہو گی اور میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا اور میں اس کا نام چوکیدار رکھوں گی۔ جب وہ باہر کھیلنے جایا کرے گا تو میں اسے کہوں گی۔ دوڑ دوڑ چوکیدار..... ! پھر میرے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہو گا اور میں اس کا نام رکھوں گی "چور"۔ جب میرے دونوں لڑکے باہر کھیلنے جایا کریں گے تو میں انہیں کہا کروں گی۔ دوڑ دوڑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوڑ دوڑ چوکیدار چور کو پکڑ.....!"

رخسانہ نے یہ الفاظ اونچی آواز میں دوسرے

اتنے میں باہر جو چوکیدار پہرہ دے رہا تھا آگیا

اُس نے چور پکڑ لئے۔

جب صبح یہ خبر گاؤں والوں کو معلوم

ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے

رخسانہ کی عقلمندی کی بہت تعریف کی۔

(مشہود احمد گنج مغلپورہ لاہور)

○ لومڑ کی چالاکی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن خوب

بارش ہوئی اور سخت سردی پڑنے لگیں چنانچہ

پرند سے اپنے اپنے گھونسلوں میں چھپ گئے

اس دن سردی کی وجہ سے ایک لومڑ کو کھانا

نہ مل سکا وہ بھوک کے مارے نڈھال ہو گیا

آخر اپنے بل کے سامنے غمگین حالت میں کھڑا

ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اچانک اُسنے

دُور سے ایک شکاری آتے ہوئے دیکھا۔ اس

کے ہمراہ گاڑی تھی جس پہ ایک بڑا ٹوکرا تھا

اس ٹوکرے میں مچھلیاں تھیں۔ لومڑ نے ارادہ

کیا کہ شکاری سے چالاکی برتے۔ لومڑ اپنے

آپ کو مردہ بنا کر زمین پہ لیٹ گیا۔ جب شکاری

اس تک پہنچا تو اس نے سمجھا کہ لومڑ مردہ ہے

اس نے اپنے دل میں کہا۔ میں یہ لومڑ پکڑ لیتا

ہوں تا اس کی کھال اُتار دوں اور اس کھال سے

پوستین بنا کر خوب مہنگے داموں میں بیچوں گا۔

شکاری نے اسے اٹھایا اور ٹوکری میں رکھ

دیا۔ لومڑ ٹوکری میں بیٹھا بڑے مزے سے

مچھلیاں کھاتا رہا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا۔ شکاری

اس سے غافل رہا

جب لومڑ سیر ہو گیا تو اس نے ایک بڑی

مچھلی اٹھائی اور بھاگ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دور جا کر

شکاری کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔ "محترم! اس

مہمان نوازی کا شکریہ! رہی میری کھال۔ سو وہ

پھر کبھی سہی!"

(محمود احمد خون (بورڈنگ ہاؤس) ربوہ)

○ آداب و اخلاق

ایک تاجر نے اعلان کیا کہ اسے ایک کلرک

کی ضرورت ہے۔ اعلان کے بعد بہت سے نوجوان

انٹرویو کے لئے حاضر ہوئے۔ تاجر ان نوجوانوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد دیگرے بلاتا اور ان سے بہت سے مسائل پر گفتگو کرتا۔ تا امیدوار کی سمجھ اور اخلاق کا اندازہ کرے اور پھر اس نے ایک نوجوان مختصر سی گفتگو کے بعد ملازم رکھ لیا۔

اسی وقت تاجر کے پاس اس کا ایک دوست بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنی جلد نوجوان کے انتخاب پر حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ نے اس نوجوان کے انتخاب کی بنیاد کس چیز پر رکھی۔ آپ نے اس سے نہایت مختصر سی گفتگو کی ہے۔

تاجر نے جواب دیا کہ اس نوجوان نے داخل ہوتے وقت اپنے جوتے صاف کئے پھر اندر آنے کی اجازت طلب کی اور دروازہ نہایت آہستگی اور اطمینان سے بند کیا۔ یہ دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ یہ شخص صفائی پسند اور اچھا منتظم ہے۔ پھر اس کے بعد اس نے مجھے سلام کیا اور میرے سوالات کے جواب نہایت ذہانت۔ وقار، ادب اور اخلاق سے دیئے۔ چنانچہ اسی وجہ سے میں نے اسے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔

ہمیں بھی چاہیئے کہ مؤدب اور با اخلاق بنیں۔!

(کبیر احمد مبشر۔ کراچی)

○

مسجد

مسجد عبادت کی جگہ ہے جہاں مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے حاضر ہوتے اور

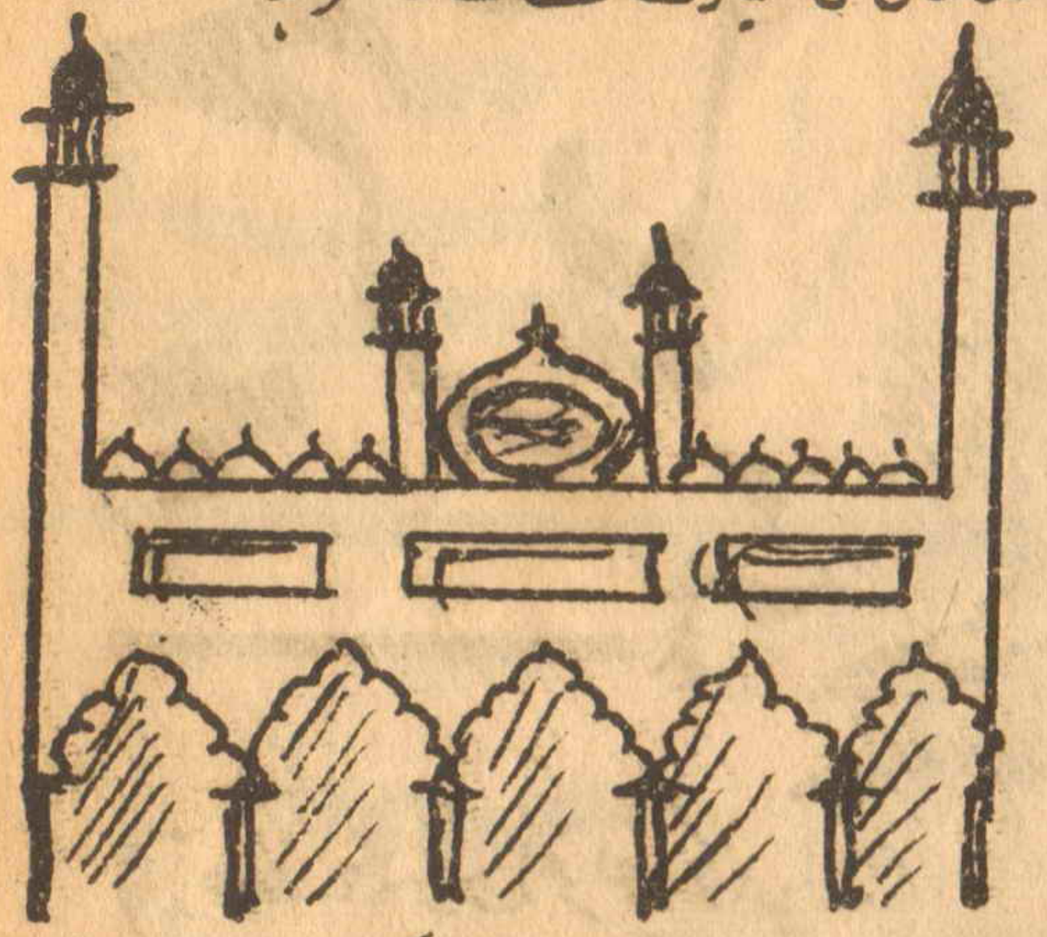

اس کے سامنے عاجزی سے جھکتے ہیں اور آخرت کی بھلائی کے لئے صرف خدا تعالیٰ ہی سے دعا مانگتے ہیں۔ دنیا کی سب سے پہلی مسجد کعبہ ہے دنیا کے ہر گوشہ میں مسلمانوں نے خدا کی عبادت کے لئے اپنی اپنی بستیوں میں مسجدیں بنائی ہیں کیونکہ مساجد کی تعمیر بڑے ثواب کا کام ہے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ مسجد کے پڑوس میں رہنے والوں کا فرض ہے کہ وہ مسجد کی دیکھ بھال کریں اور اس کی صفائی کا خیال رکھیں۔

مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے اس کی عزت و تعظیم ہم سب کا فرض ہے اس لئے مسجد میں باوضو اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر جانا چاہیئے۔

(کلیم احمد ناز۔ ربوہ)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چڑیا

(آصف محمود افرتقی کھاریاں)

اُڑتی پھرتی چڑیا دیکھی
قدرت کی یہ گڑیا دیکھی

پَر سمیٹے، پَر پھیلائے
نیچے بیٹھے، پھر اُڑ جائے

چوں چوں کرکے شور مچائے
اپنا گانا سب کو سنائے

دانہ دُنکا منہ میں لے کر
بچوں میں وہ جائے اُڑ کر

گھاس کے تنکے دور سے لائے
اپنے گھر کو خوب سجائے

چڑیا کا تو گھر ہے نرالا
رات اندھیری دن کو اُجالا

ہر قسم کی تعمیراتی لکڑی کے لئے
اپنے معروف ادارہ
پاک ٹمبر
۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ
لاہور
کو یاد رکھیں!
فون:- ۶۲۶۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناصرات کے صفحات

مرتبہ:- مظفر احمد منصور (نائب قیر) مسجد احمدیہ۔ امین پور بازار لائلپور

فروٹ چاٹ

تشحیذی بہنو! آپ نے کبھی تو بھلا ہیں نے فروٹ چاٹ کیسے بنائی۔ بازار سے مندرجہ ذیل چیزیں منگوائیں:-

کنو ۴ عدد، سنگترہ ایک عدد، کیلے نصف درجن، امرود آدھ سیر، انار ایک پاؤ، انار دانہ ایک چھٹانک، چینی آدھ پاؤ

ترکیب: پہلے میں نے ایک چینی کی ڈش لی۔ اس میں سنگترہ نچوڑ کر رس ڈالا۔ پھر امرود دھو کر بیچ نکال کر ٹکڑے کر لئے۔ کنو چھیل کر ہر کنو کے آٹھ آٹھ ٹکڑے ڈش میں ڈالے۔ انار کے دانے نکال لئے اور انار دانہ صاف کر کے بھی ڈالا۔ کھاتے وقت تازہ انار کے دانوں کے ساتھ خشک انار دانہ بڑا مزا دیتا ہے۔ اب ڈش میں موجود پھلوں کے ٹکڑوں پر چینی اور نمک، مرچ اور گرم مصالحہ چھڑکا اور ڈش کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور زور سے ہلایا۔ گھر ایسے نہیں ڈھکن ڈش کے اوپر ہی ہے پانچ منٹ تک پڑا رہنے دیا۔ اور لیجئے ایک نئی ڈش میں ڈال کر کانٹے اور پیالیوں کے ساتھ پیش خدمت ہے پیالی میں ڈالئے اور مزے اڑائیے۔ کمال ہے آپ تو تکلف کر رہی ہیں چکھ کر تو دیکھیں کیسے مزے کی ہے۔

(قدسیہ نورالدین۔ محبوبہ شاہ مقیم)

—*—

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ونیلا آئس کریم

اشیاء کی حسبِ ذیل مقدار حاصل کریں:۔
دودھ ڈیڑھ سیر، چینی تین چھٹانک،
مکھن آدھ پاؤ، آئس کریم پاؤڈر تین چمچے، کھویا
ایک پاؤ، ونیلا ایسنس چند قطرے،
ترکیب: دودھ خوب ابال کر ایک سیر کے قریب
رہنے دیں اور ٹھنڈا کر لیں۔ آئس کریم پاؤڈر ٹھنڈے
دودھ میں ڈال کر پکائیں۔ جب دودھ گاڑھا ہو جائے
تو مکھن ڈال کر چمچہ ہلاتی رہیں۔ مکھن حل ہو جائے
تو اتار لیں۔ اور ٹھنڈا ہونے پر کھویا۔ بالائی اور
خوشبو کے قطرے ڈال دیں۔ لیجئے آئس کریم تیار
ہو گئی اور اڑائیے کے مزے!

(فوزیہ دریں۔ گوجرانوالہ)

سندھی ٹافی

اجزاء: مونگ پھلی کے دانے (درمیان
سے کٹے ہوئے) ایک پیالی، چینی ایک پیالی۔
گھی ایک بڑا کھانے والا چمچہ،
ترکیب: گھی میں گھی پگھلائیے۔ چینی گرم
گھی میں شامل کر کے ہلکی آنچ پر اتنی گرم کیجئے کہ بادامی
رنگ کی ہو جائے۔ اب زائد گھی اوپر سے اتار لیجئے
اور کٹی ہوئی مونگ پھلی اس میں ملا دیجئے اور جلدی
جلدی ہلائیے۔ یہ مرکب چکنے تختے یا تھال میں
انڈیل دیں اور پھر ٹکڑیاں کاٹ لیں۔
لیجئے سندھی ٹافی تیار ہے۔ مزے لے لے کر
کھائیے!

(ریاضہ خانم۔ ٹاؤن شپ لاہور)

شکر قندی کا حلوہ

اشیاء: دودھ آدھ سیر، شکر قندی ایک
پاؤ، چینی آدھ پاؤ، پستہ، بادام، ناریل اور
ورق چاندی حسبِ ضرورت:
ترکیب: شکر قندی پانی میں اُبالیں۔
اس کے چھلکے اتار دیں اور باریک پیس کر دودھ میں
ملائیں اور آگ پر رکھ دیں۔ حتیٰ کہ دونوں چیزیں
یکجان ہو جائیں۔ جب دودھ بالکل خشک ہو جائے
تو گھی اور چینی ڈال کر خوب بھونیں۔ سرخ ہونے
پر جب گھی علیحدہ ہونے لگے تو پستہ، بادام، اور
ناریل باریک باریک کاٹ کر اوپر ڈال دیں۔ ایک دو
منٹ تک دم دے دیں۔
اب شکر قندی کا مزیدار حلوہ تیار ہے۔
پلیٹ میں ڈال کر ورق لگائیں اور نوش فرمائیں!

(نسیم اختر۔ کوٹ عبدالمالک لاہور)

ناصرات کے صفحات میں آپ بھی کچھ لکھیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کنڈکٹر سواری کے پاس گیا اور بولا۔
"پہلے ٹکٹ دکھاؤ۔ پھر بعد میں اپنی
قصائیں پیش کرتے رہنا۔"
اور سواری نے بڑی معصومیت سے جواب
دیا۔ "اگر ٹکٹ ہوتا تو ہزار رکعات نماز کیوں
شروع کرتا!"

(حافظ غلام سرور۔ گھسیٹ پورہ لائلپور)

ایک آدمی (دوسرے سے) "ہمارے گاؤں میں کسی
شخص کی موت واقع نہیں ہوتی۔"
دوسرا آدمی: "یہ کیسے ممکن ہے؟"
پہلا آدمی: "ممکن کیسے نہیں۔ چلو میں تمہیں دکھاؤں"
دونوں اسی گاؤں میں آئے تو دیکھا کہ بہت
ہی بوڑھا آدمی۔ لمبی گھٹنوں تک داڑھی۔ عمر سے
تقریباً ۲۰۰ سال کا نظر آتا تھا۔ بیٹھا رو رہا تھا۔
انہوں نے پوچھا۔ "تم کیوں رو رہے ہو؟"
بوڑھا کہنے لگا۔ "مجھے میرے ابا نے
مارا ہے۔"
"کیوں مارا ہے۔" انہوں نے سوال کیا۔
"کیونکہ میں نے اپنے دادا کا حقہ توڑ
دیا تھا۔" بوڑھے نے جواب دیا

(جمشید حامد محمود۔ ربوہ)

استاد (عاقب سے) "نیلی کی بیٹی کو کیا کہتے ہیں؟"
عاقب: "خباب۔ نواسی"
استاد: "شاباش! اب اسی کے پیچھے کرو!"
عاقب: "اکاسی۔ بیاسی۔ تراسی، چوراسی
پچاسی۔ چھیاسی۔ ستاسی۔ اٹھاسی
اور ــــــ نواسی!"

(بگھت طاہرہ۔ دارالنصر غربی۔ ربوہ)

استاد نے پرچہ لکھواتے ہوئے کہا۔
"کوئی سے چار سوال حل کریں!"
ایک شاگرد کھڑا ہو گیا۔ اور بولا:
"جناب میرے پاس کوئی" تو نہیں ہے۔
قلم سے کر سکتا ہوں۔"

(طٰہٰ مقبول۔ دارالعلوم۔ ربوہ)

ہر قسم کا سامانِ سائنس
واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے
الائیڈ سائنٹیفک ورکس
گنپت روڈ لاہور
فون
کو یاد رکھیں
۶۴۵۰۰

مجالس کی رپورٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

★ انعامی تقریری مقابلہ :

۲۸ جنوری ۱۹۷۶ء کو بعد نماز جمعہ اطفال الاحمدیہ کا ایک انعامی تقریری مقابلہ کروایا گیا۔ جس میں دیگر بزرگوں نے بھی بڑی کثرت سے شمولیت فرمائی۔ چنانچہ معیار اول میں عزیز طارق ندیم (اول) اور عزیز وحید احمد (دوم) قرار پائے سوئم انعام عزیز انور حسین کو ملا۔ معیار دوم کے مقابلہ میں اول طارق مجید آئے اور حوصلہ افزائی کا انعام قدیر احمد اور حفیظ احمد کو دیا گیا۔ تقسیم انعامات کے بعد ہر دو گروپ کے فوٹو لئے گئے اور یہ دلچسپ مقابلہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ۔ رحیم یار خان)

★ ٹورنامنٹ :

مؤرخہ ۲۲ فروری بروز اتوار اطفال الاحمدیہ مجلس مارٹن روڈ کے تحت ایک روزہ ٹورنامنٹ منعقد کروایا گیا۔ یہ پروگرام ۹½ بجے شروع ہوا اور تقریباً ۲ بجے بعد دوپہر تک جاری رہا۔ تلاوت، عہد، نعرہ نظم کے بعد نائب قائد دوم نے "بچوں کے لئے کھیل کیوں ضروری ہیں" کے موضوع پر مختصر خطاب کیا۔ بعد ازاں تقریباً دس بجے مقابلہ جات شروع ہوئے جس میں دوڑ، لمبی چھلانگ، کبڈی، سلو سائیکلنگ، فٹ بال اور نشانہ علیل شامل ہیں۔ مقابلوں کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوا جس کے دوران اطفال میں فروٹ وغیرہ تقسیم کیا گیا۔ یہ تمام مقابلہ جات تقریباً ایک بجے ختم ہوئے۔ مقابلوں میں اول، دوم اور سوم آنے والے اطفال کے لئے انعامات رکھے گئے تھے۔

پروگرام کے آخر میں قائد مجلس مارٹن روڈ اور قائد صاحب ضلع کراچی نے بچوں کو قیمتی ہدایات سے نوازا اور پھر اپنے دست شفقت سے اطفال الاحمدیہ میں انعامات تقسیم کئے۔ بعد ازاں مکرم ایم اسلم امتیاز صاحب معتمد ضلع کراچی نے نماز ظہر پڑھائی اور دعا کے ساتھ یہ پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(ناظم اطفال۔ مجلس مارٹن روڈ۔ کراچی)

Editor :
LAEEQ AHMAD TAHIR

Monthly **Tash-heez-ul-Azhan** Rabwah
Ihsan 1355 H.S.—June 1976

Regd. No. L7128
N. A. Press, Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیزان

گھر بھر کی خوشی اور صحت کا ضامن ہے

شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور